653

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،24۔ جون 2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سالانہ گوشوارہ بجٹ بابت سال 10۔2009

مطالبات زر برائے سال 10۔2009 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر PC-21001	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 33 لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد افیون برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 1 تا 9 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21002	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2 کروڑ 49 لاکھ 63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 11 تا 24 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21003	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 14 کروڑ 38 لاکھ 23 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 25 تا 40 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21004	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 13 کروڑ 64 لاکھ 47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 41 تا 50 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21005	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 5 کروڑ 97 لاکھ 12 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 51 تا 75 ملاحظہ فرمائیں۔

654

مطالبہ نمبر PC-21006	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 27 لاکھ 21 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 77 تا 85 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21007	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 14 لاکھ 62 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 87 تا 101 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21008	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7 کروڑ 45 لاکھ 42 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 103 تا 122 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21009	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 8۔ ارب 59 کروڑ 68 لاکھ 66 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 123 تا 261 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21010	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 9۔ ارب 16 کروڑ 93 لاکھ 55 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد انتظام عمومی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 279 تا 736 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21011	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4۔ ارب 30 کروڑ 46 لاکھ 81 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نظام عدل برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 737 تا 791 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21012	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3۔ ارب 34 کروڑ 23 لاکھ 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 793 تا 830 ملاحظہ فرمائیں۔

655

مطالبہ نمبر PC-21013	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 43۔ارب 22 کروڑ 30 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 2009-10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 831 تا 926 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21014	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 41 لاکھ 46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 2009-10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عجائب خانہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 927 تا 940 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21015	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 21۔ارب 26 کروڑ 71 لاکھ 74 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 2009-10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 941 تا 1076 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21016	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 22۔ارب 54 کروڑ 65 لاکھ 90 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 2009-10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 1 تا 295 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21017	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 81 کروڑ 20 لاکھ 25 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 2009-10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 297 تا 325 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21018	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 5۔ارب 41 کروڑ 54 لاکھ 19 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 2009-10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 327 تا 450 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21019	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 23 کروڑ 85 لاکھ 74 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 2009-10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 451 تا 466 ملاحظہ فرمائیں۔

656

مطالبہ نمبر PC-21020	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 77 کروڑ 61 لاکھ 82 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ویٹرنیری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 467 تا 578 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21021	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 8 کروڑ 87 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 579 تا 602 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21022	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3- ارب 40 کروڑ 64 لاکھ 26 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعتیں برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 603 تا 653 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21023	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 83 کروڑ 27 لاکھ 19 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 655 تا 737 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21024	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2- ارب 34 کروڑ 64 لاکھ 99 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 739 تا 786 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21025	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2- ارب 59 کروڑ 70 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 787 تا 835 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21026	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 16 کروڑ 11 لاکھ 59 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 837 تا 854 ملاحظہ فرمائیں۔

657

مطالبہ نمبر PC-21027	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2 کروڑ 22 لاکھ 68 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ریلیف برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 855 تا 866 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21028	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 19۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پینشن برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 873 تا 878 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21029	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 9 کروڑ 77 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 879 تا 903 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21030	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 26۔ارب 70 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سبسڈیز برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 905 تا 909 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21031	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب 21۔ارب 10 کروڑ 91 لاکھ 95 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 911 تا 1051 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21032	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4 کروڑ 15 لاکھ 58 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 1053 تا 1067 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21033	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 90۔ارب 2۔کروڑ 6۔لاکھ 26 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد غلے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 1069 تا 1086 ملاحظہ فرمائیں۔

658

مطالبہ نمبر PC-21034	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کروڑ 68 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد میڈیکل سٹور اور کوئلے کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 1087 تا 1097 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21035	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 10 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 1099 تا 1103 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21036	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 86- ارب 22 کروڑ 5 لاکھ 5 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 1 تا 954 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21037	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 9- ارب 57 کروڑ 65 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 955 تا 1002 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21038	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 31 کروڑ 44 لاکھ 59 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زرعی ترقی و تحقیق برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 1003 تا 1010 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21040	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2- ارب 50 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ٹاؤن ڈویلپمنٹ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 1011 تا 1016 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21041	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 52- ارب 4 کروڑ 83 لاکھ 5 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شاہرات و پل برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 1017 تا 1266 ملاحظہ فرمائیں۔

659

مطالبہ نمبر PC-21042	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 27۔ارب 97 کروڑ 44 لاکھ 8 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 1267 تا 1583 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21043	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 9۔ارب 61 کروڑ 39 لاکھ 85 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/خود مختار ادارہ جات وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 1585 تا 1606 ملاحظہ فرمائیں۔

661

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

بدھ، 24- جون 2009

(یوم الاربعاء، 30- جمادی الثانی 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 47 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَلۡتَكُن مِّنكُمۡ أُمَّةٌ يَدۡعُونَ إِلَى ٱلۡخَيۡرِ وَيَأۡمُرُونَ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِۚ وَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَo وَلَا تَكُونُواْ كَٱلَّذِينَ تَفَرَّقُواْ وَٱخۡتَلَفُواْ مِنۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ ٱلۡبَيِّنَـٰتُۚ وَأُوْلَـٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيمٌo يَوۡمَ تَبۡيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسۡوَدُّ وُجُوهٌۚ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ٱسۡوَدَّتۡ وُجُوهُهُمۡ أَكَفَرۡتُم بَعۡدَ إِيمَـٰنِكُمۡ فَذُوقُواْ ٱلۡعَذَابَ بِمَا كُنتُمۡ تَكۡفُرُونَo وَأَمَّا ٱلَّذِينَ ٱبۡيَضَّتۡ وُجُوهُهُمۡ فَفِى رَحۡمَةِ ٱللَّهِۖ هُمۡ فِيهَا خَـٰلِدُونَo تِلۡكَ ءَايَـٰتُ ٱللَّهِ نَتۡلُوهَا عَلَيۡكَ بِٱلۡحَقِّۗ وَمَا ٱللَّهُ يُرِيدُ ظُلۡمًا لِّلۡعَـٰلَمِينَo

سُوۡرَۃُ آل عِمرَان آیات 104 تا 108

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیںo اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکام بین آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف و) اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو قیامت کے دن بڑا عذاب ہو گاo جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے سیاہ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے ان سے خدا فرمائے گا کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے؟ سو اب اس کفر کے بدلے عذاب کے مزے چکھوo اور جن لوگوں کے منہ سفید ہوں گے وہ خدا کی رحمت کے باغوں میں ہوں گے اور ان میں ہمیشہ رہیں گےo یہ خدا کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو صحت کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں اور خدا اہل عالم پر ظلم نہیں کرنا چاہتاo

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ کی سعادت جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ
کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
عطا کیا ہے مجھ کو درد الفت کہاں تھی یہ پر خطا کی قسمت
میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضور کی بندہ پروری ہے
بشیر کہیے نذیر کہیے انھیں سراج منیر کہیے
جو سر بہ سر ہے کلام ربی وہ میرے آقا کی زندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے

جناب سپیکر: ماشاء اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
چودھری سرفراز افضل: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: پلیز ایک منٹ ٹھہر جائیں ذرا مجھے بات کر لینے دیں۔ معزز ممبران سے درخواست ہے کہ جب تلاوت قرآن پاک ہو رہی ہو یا نعت شریف ہو رہی ہو تو مہربانی کر کے احترام کیا کیجئے۔ میں کسی کا نام نہیں لے رہا لیکن مجھے افسوس ہے کہ وہ نعت شریف پڑھ رہے تھے اور درمیان میں ایسی گپ شپ مناسب نہیں لگتی۔ آپ کی مہربانی بہت شکریہ۔ آئندہ سے محتاط رہئے۔
چودھری سرفراز افضل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے اسی حوالے سے بات کرنا تھی۔ ہاؤس میں اس چیز کو لازم قرار دیا جائے کہ جب تلاوت قرآن پاک اور نعت شریف ہو رہی ہو تو سب خاموش رہا کریں۔
جناب سپیکر: میں نے گزارش کر دی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر
پارلیمانی سیکرٹری برائے کلچر کی ایوان میں سٹیمنٹ پر مخالفت میں محکمہ کی جانب سے پریس ریلیز جاری کرنا

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب!
جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم مسئلے پر گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ دو دن پہلے یہاں ایوان میں پارلیمانی سیکرٹری برائے کلچر نے اپنی تقریر میں کلچر ڈیپارٹمنٹ پر کچھ الزامات لگائے اور انھوں نے پورے اعداد و شمار کے ساتھ ساری باتیں یہاں ہاؤس میں پیش کیں۔ مجھے ان کی جو سب سے اچھی بات لگی وہ یہ تھی انھوں نے فرمایا کہ آپ یہاں ایک کمیٹی بنائیں اور میں جو الزامات لگا رہی ہوں وہ کمیٹی ان کو thrash out کرے۔ اگر ان میں کوئی بات غلط ہو تو پھر مجھے بھی سزا دی جائے اور اگر میری باتیں صحیح ہوں تو پھر ان کے خلاف action لیا جائے۔ اگر اس معزز ایوان میں کوئی ممبر کسی ڈیپارٹمنٹ پر کوئی الزام لگائے تو ان کا ایک طریقہ کار ہے کہ وہ اپنے محکمے کے ذریعے

move کرتے ہیں کہ یہ الزامات درست نہیں ہیں۔ ہم "The Nation" میں پڑھ رہے ہیں اور میں نے پہلی دفعہ دیکھا ہے کہ انھوں نے محترمہ پارلیمانی سیکرٹری کے خلاف پریس ریلیز دی ہے اور یہ الزام لگایا ہے کہ ہم نے اس کو office نہیں دیا اور اس آفس نہ دینے کی وجہ سے انھوں نے ہمارے اوپر الزام لگائے ہیں۔ (شیم شیم)

اس ہاؤس کے ممبر کی اس سے بڑی اور کوئی تضحیک نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: بجائے اس کے کہ یہ معاملہ کسی استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے میں نے پڑھا ہے اور دیکھ لیا ہے اس لئے میں اس معاملے کے لئے کمیٹی announce کر رہا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سعید اکبر خان: بہت شکریہ

جناب سپیکر: اس کمیٹی میں وزیر قانون صاحب، سینئر منسٹر صاحب، فنانس منسٹر صاحب، خواجہ عمران نذیر صاحب، اعجاز احمد خان صاحب شامل ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آپ اس کمیٹی میں نوانی صاحب کو بھی شامل کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جاتا ہے اور لاء منسٹر صاحب اس کمیٹی کو convene کریں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس میں اپوزیشن کو بھی نمائندگی دی جائے۔

جناب سپیکر: اپوزیشن والے بتادیں کہ آپ کی طرف سے مرد ہو یا خاتون؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ممبر ممبر ہے۔ ممبر کا استحقاق برابر ہے۔

جناب سپیکر: سامیہ امجد صاحبہ کو اس کمیٹی میں شامل کر دیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جی، کر دیں۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف آپ بتائیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے جو نام بول دیا اب اسی کی ہی عزت کی جانی چاہئے۔ ہم آپ سے اختلاف نہیں کرتے۔ آپ کے فیصلے سے ہم نے کبھی اختلاف نہیں کیا۔

جناب سپیکر: مہربانی تو ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جائے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر نوانی صاحب نے آج ایک معاملے کو point out کیا اور وہ ہمیشہ ایسے معاملات کو اٹھاتے ہیں کہ جس سے ایوان کا تقدس بحال ہو۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ روش پہلے نہیں تھی۔ اب یہ بیوروکریسی کچھ منہ زور ہو گئی ہے۔ ابھی نوانی صاحب نے ایک لفظ "الزام" استعمال کیا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ انھوں نے غلط کہا ہے مگر میرا خیال ہے کہ وہ تھوڑی سی ناراضگی اور غصے میں اس لفظ کو استعمال کر گئے۔ محترمہ نے کچھ باتوں کی نشاندہی کی تھی۔ انہوں نے لفظ استعمال کیا ہے کہ عظمیٰ بخاری صاحبہ نے الزامات لگائے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ "الزامات" والا لفظ ٹھیک نہیں ہے۔ نوانی صاحب خود بھی میری اس بات کی تصدیق کریں گے۔ محترمہ نے الزامات نہیں لگائے بلکہ انھوں نے اپنا ایک فرض نبھاتے ہوئے محکمہ کے بارے میں کچھ نشاندہی کی ہے، اس کو الزامات نہیں کہا جا سکتا۔ جب ایک معزز رکن، پارلیمانی سیکرٹری یا وزیر بات کرتا ہے تو وہ الزامات نہیں ہوتے۔ آپ کے حضور جب بات کی جاتی ہے تو وہ نشاندہی ہوتی ہے اور اس ہاؤس نے اس کو redress دینا ہوتا ہے۔ اگر ہم یہ سمجھیں کہ وہ الزامات تھے تو یہ درست نہیں۔ وہ الزامات نہیں تھے بلکہ انھوں نے آپ کے حضور ایک pray کی تھی جس کا انھیں relief مل گیا۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہمیں کہنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی اور آپ نے خود ہی ایوان کا تقدس بحال رکھنے کے لئے ایک کمیٹی بنا دی ہے۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! اس issue پر میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس پر suo motu action لیا ہے لیکن

میری گزارش اس بارے میں کچھ اور ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کس بارے میں انکوائری کمیٹی بنائی گئی ہے آیا جن باتوں کی میں نے ہاؤس میں نشاندہی کی ہے یہ اس کے لئے بنائی گئی ہے یا جو پریس release جاری ہوا ہے اس کے بارے میں بنائی گئی ہے؟ میں آپ کی رولنگ چاہتی ہوں کہ کیا کوئی محکمہ ہاؤس میں کہی ہوئی بات کے بارے میں press release جاری کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، نہیں کر سکتا۔ میں نے اسی لئے یہ نوٹس لیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجواناں (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! یہ اس ہاؤس کی sanctity کا معاملہ ہے۔ آئندہ سے تو پھر یہ ہو گا کہ کل کو سیاسی مخالفین کی press release نہیں آیا کریں گی بلکہ منسٹرز، پارلیمانی سیکرٹریز اور ممبرز کے بارے میں محکمے press release جاری کیا کریں گے لہذا اس کو ہمیں strongly condemn کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: ایسا کرنے کا انھیں کوئی اختیار نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجواناں (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! ہاؤس میں کی ہوئی بات کو عدالت میں challenge نہیں کیا جا سکتا تو پھر press release کیسے جاری کی جا سکتی ہے جیسا کہ آپ نے خود فرمادیا کہ press release نہیں دی جا سکتی تو اس press release کا جو ذمہ دار ہے اسے پہلے suspend فرمائیں اور پھر کمیٹی اس معاملے کو initiate کرے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، ماشاء اللہ آپ ایڈووکیٹ بھی ہیں تو کسی کو unheard condemn نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی بات سنی جائے گی۔ جس طرح اخبار میں آیا ہے اگر یہ ثابت ہو گیا تو اس کے خلاف یقیناً action ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجواناں (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میں اپنی بات سمجھا نہیں سکی۔ میرا point یہ ہے کہ اس معاملے میں تو کچھ سننے سنانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ آپ نے خود بھی فرما دیا ہے کہ ہاؤس میں کہی گئی بات پر press release جاری نہیں کیا جا سکتا۔ جب ایسا ہے تو پھر جن لوگوں نے یہ press release بھیجا ہے انھوں

نے اسے بھیج کر اپنی responsibility show کر دی۔اس کے بعد ان سے کچھ پوچھا جانا کسی طرح بھی logical نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔وزیر قانون صاحب سے پوچھتے ہیں۔جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حکومت کی یہ واضح پالیسی ہے کہ کوئی بھی سرکاری اہلکار، خواہ اس کی حیثیت کچھ بھی ہو وہ ہاؤس کی proceeding یا otherwise بھی اپنے طور پر کوئی press release جاری نہیں کر سکتا تو یہ معاملہ اگر ہوا ہے تو prima facie inquiry میں پتا چل جائے گا کہ کیا انھوں نے ایسا کیا ہے تو ان کی بات سننے کے بعد فوری طور پر ایکشن لیا جائے گا اور محترمہ یا ہاؤس کے ممبران کی satisfaction کے لئے ہم اس کمیٹی کا اجلاس آج ہی convene کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں جی، اس کا اجلاس آج ہی ہو رہا ہے۔جی، راجہ ریاض صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے جو فرمایا وہ ٹھیک ہے لیکن کمیٹی نے انکوائری اس بارے میں کرنی ہے جو کہ محترمہ نے محکمہ کے بارے میں الزامات لگائے ہیں۔اس press release کے بعد یہ دیکھنے کی اب ضرورت نہیں رہتی۔چونکہ اس نے press release دی ہے تو اس سے واضح ہو گیا ہے اور میں as a Senior Minister اس آدمی کو suspend کرنے کے احکامات جاری کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میجر صاحب! اب تو معاملہ حل ہو گیا، اب کیا کہتے ہیں؟ فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کیا آپ نے اسے suspend کر دیا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، راجہ صاحب نے کیا ہے۔میں suspend نہیں کر سکتا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ رولنگ تو دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے سینئر منسٹر صاحب کی بات سن لی ہوگی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ ہم آپ کی اس معاملے پر رولنگ چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے اپنی رولنگ دے دی ہے۔ آپ مہربانی کرکے تشریف رکھیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں میجر صاحب کے گوش گزار کروں گا کہ جب میں نے کہہ دیا ہے، حکومت کی طرف سے کہا ہے اور سردار صاحب ابھی اسی لئے چلے بھی گئے ہیں۔ وہ فون کرنے گئے ہیں تو یہ suspend ہو جائے گا۔ آپ کے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ جی، منسٹر کلچر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر کھیلیں اور نوجوانان و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں بھی آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں بطور وزیر کلچر اس ایگزیکٹو ڈائریکٹر الحمراء کو فوری طور پر suspend کرتا ہوں۔ میں اسے فوری طور پر suspend کرنے کا order کرتا ہوں۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! میرے ضلع بہاولنگر میں یکم جون کو E.D.O(R) صاحب نے ایک آدمی کو وزیراعلیٰ کی ٹاسک فورس کا ممبر متعارف کروا کر ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرایا۔ وہ team تین روز بہاولنگر ریسٹ ہاؤس میں ٹھہری۔ E.D.O(R) صاحب کی سرکاری گاڑی پر اس team نے ہمارے محکمہ مال کے ایک کلرک کو اس کے گھر سے لیا اور پھر وہ کالونی برانچ کے ریکارڈ کو چیک کرتے رہے۔

جناب سپیکر: طارق امین ہوتیانہ صاحب! کیا یہ آپ کی کوئی تحریک ہے؟

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔ جب یہ بات ڈی سی او کے نوٹس میں آئی تو انھوں نے اس کی انکوائری کروائی جس سے معلوم ہوا کہ وہ آدمی جعل ساز تھا اور اس کے خلاف اب پرچہ درج ہو گیا ہے لیکن ہمارے E.D.O(R) صاحب کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ آیا ان کی mala fide تھی، وہ اس معاملے میں involve تھے یا پھر وہ اس اہل نہیں ہیں لیکن اس کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ وہ E.D.O(R) آج بھی وہاں پر موجود ہیں۔ اگر اس قسم

کے افسران field میں رہیں گے تو آپ اندازہ فرمالیں کہ پھر اس محکمہ کی کیا کارکردگی ہوگی؟ اس معاملے کی انکوائری ہونی چاہئے اور اگر ان کی mala fide ہے یا وہ اس اہل نہیں تو انھیں فوری طور پر وہاں سے تبدیل کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ یہ سب کچھ in writing دیں۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں in writing دے دوں گا۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! press release کے حوالے سے آپ نے ایک کمیٹی بنائی ہے۔ یہ بہت sensitive معاملہ ہے۔ آپ کمیٹی کے لئے کوئی time limit مقرر کر دیں کہ وہ ایک یا دو دن کے اندر اندر اپنا فیصلہ کرے گی۔

جناب سپیکر: اس کمیٹی کی میٹنگ تو آج ہی ہو رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! ہم آپ کی رولنگ چاہتے ہیں کہ جو پارلیمانی سیکرٹریز ہیں کیا ان کو اپنے محکموں کے اندر دفتر allowed ہیں یا نہیں، کیا انہیں اپنے محکمے کے اندر دفتر ملنے چاہئیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں ضروری ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کیا آپ کسی اور کو نہیں بولنے دینا چاہتے؟ جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! گو کہ وزیر صاحب نے ایک بیان دے دیا ہے لیکن جس چیز کی قانونی حیثیت ہے وہ ruling of the Speaker ہے تو آپ اس بارے میں رولنگ دیں۔ آپ اس کے الفاظ پڑھیں۔ یہ simple statement نہیں ہے۔ اس کے اندر وہ کہہ رہا ہے کہ:

She leveled baseless allegations just to give her venom. These are the words which the press has released. These words are wrong.

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس کا نوٹس ہم لے رہے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب والا! ہمیں آپ کی رولنگ چاہیے۔

جناب سپیکر: میں اس پر پہلے رولنگ دے دیتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! اگر اسمبلی کا استحقاق اسی طرح روز مجروح ہوتا رہا اور اسی طرح سے روز کمیٹیاں بنتی رہیں تو مجھے اس کا پتا ہے کہ میری ایک تحریک کے سلسلے میں ایک سال سے کمیٹی بنی ہوئی ہے لیکن اس کا result کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ اس پر رولنگ کیوں نہیں دے دیتے جو کہ آپ کا استحقاق ہے؟

جناب سپیکر: مجھے پتا ہے کہ یہ میرا استحقاق ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی۔ (قطع کلامیاں)

چودھری عبدالوحید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری عبدالوحید صاحب!

چودھری عبدالوحید: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: تقریر نہیں، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی ہے۔ (قطع کلامیاں)

Order please. Order in the House. Order please.

چودھری عبدالوحید: آپ کی اجازت سے وزیر صحت صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل ایک واقعہ نشتر ہسپتال ملتان میں ہوا اس کی طرف توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اس کا آپ توجہ دلاؤ نوٹس دیں یا کوئی تحریک دیں، یہ آپ کیا کر رہے ہیں، یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

چودھری عبدالوحید: جی، ہاں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔This is not valid.۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب والا! میں نے آپ سے ایک بات کرنی تھی۔ ہم 14 پارلیمانی سیکرٹریوں کو جو گاڑیاں دی گئی ہیں، سندھو صاحب بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ میں اپنی گاڑی کو lifter کے ساتھ باندھ کر لے گئی ہوں۔ وہ ٹوٹی ہوئی گاڑی ہے اور اس کی جو clutch plate ہے وہ بھی ٹوٹی ہوئی ہے، آئل بھی لیک ہوتا ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ ایسی گاڑی دینے کا فائدہ کیا ہے، اس کے علاوہ نہ ہی ہمیں کوئی آفس دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب!۔۔(قطع کلامیاں)

Order in the House. ان کی بات کا جواب آنے دیں۔ اب بات کریں انہوں نے آپ کی بات سنی نہیں تھی۔ وزیر قانون صاحب! محترمہ فرما رہی ہیں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کو جو گاڑیاں دی گئی ہیں کسی کی clutch plate خراب ہے اور کسی کا کوئی اور پرزہ خراب ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ پھر اس پر رولنگ فرما دیں۔

جناب سپیکر: اچھی بات تو یہ ہے کہ آپ انہیں اچھی گاڑیاں دیں۔ ایسی گاڑیاں دیں جو قابل استعمال ہوں، یہ کوئی مناسب بات تو نہیں ہے کہ یہ پارلیمانی سیکرٹری کسی ورکشاپ میں کھڑے ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ جو گاڑیاں اس وقت پارلیمانی سیکرٹریوں کو، چیئرمین کمیٹیز کو دی گئی ہیں وہ تقریباً کوئی دو تین سال پرانی ہیں۔ ان کی maintenance required ہے۔ اس معاملے کو ہم take up کر رہے ہیں پھر جو بھی proposal ہو گی۔

جناب سپیکر: یہ آپ کو نئی نہیں خریدنی پڑیں گی۔ آپ کے پاس موجود ہوتی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! ہمارے پاس موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس موجود ہوتی ہیں۔ وہاں سے ان کو دیں۔ نئی تو نہیں خرید سکتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس وقت Transport Pool کی جو figure ہے کہ اس میں کس نوعیت کی کتنی گاڑیاں ہیں وہ اگر آپ کہیں تو میں کل ہاؤس میں پیش کر دیتا ہوں اور اس کے بعد جو آپ رولنگ فرمائیں گے تو اس کے مطابق عمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: دیکھیں میری بات سنیں مجھے پتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

خاموشی اختیار کی جائے۔ میں ان پارلیمانی سیکرٹری کا نام نہیں لوں گا۔ ایک پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہیں ان کے پاس بھی ایک گاڑی ہے وہ یہاں سے جب چلتے ہیں تو راستے میں کم از کم میرے خیال میں چھ سات ورکشاپس کے جو مستری صاحبان ہیں ان کو ان کا نام یاد ہو چکا ہے۔ (قہقہے)

اب کوئی کام کی بات کریں، گاڑیوں کو چھوڑیں۔ Order in the House. معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے اور وزیر قانون صاحب کی بات سنی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس وقت قائد حزب اختلاف بھی تشریف رکھتے ہیں اور ہاؤس کی بھی آپ sense لے لیں، گورنمنٹ تو اس ایوان کی observation اور آپ کی رولنگ کی پابند ہے۔ اگر آپ یہ فیصلہ دیتے ہیں کہ نئی گاڑیاں خریدی جائیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے یہ بات نہیں کی، یہ بات میں نے نہیں کہی۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں گورنمنٹ کی طرف سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ نئی گاڑیاں خریدنے کا فیصلہ فرماتے ہیں تو حکومت اس پر عمل کرے گی۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ مہربانی کریں اور جو گاڑیاں آپ کے پاس موجود ہیں، مجھے پتا ہے، آپ ان گاڑیوں کو ان کے حوالے کریں۔ آپ کو نئی نہیں خریدنی پڑیں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو موجود ہیں وہ ان کے حوالے کر دی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی گاڑی ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ اگر آپ کو یقین نہیں ہے تو بے شک ایک کمیٹی بنا لیں اور وہ اس کے اوپر search کر لے۔ جہاں جہاں بھی ان کو گاڑیوں کا شک ہے وہ اس پر raid کرے۔ آپ قائد حزب اختلاف سے بھی پوچھ لیں اور اگر یہ ہاؤس کی sense ہے کہ گورنمنٹ نئی گاڑیاں خریدے تو آپ حکم فرمائیں اور رولنگ فرمائیں اس پر ہم عمل کریں گے۔ (قطع کلامیاں)

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: جی، فرمائیں!
سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ ۔۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک استحقاق بھی ہے، آپ نے ٹائم ضائع کرنا ہے تو آپ کی مرضی ہے۔
سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میری تحریک استحقاق تو pending ہے۔ وقت ضائع نہیں ہوتا۔ آج جو صوبے کے حالات ہیں نئی گاڑیاں تو afford نہیں کی جا سکتیں۔
جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ میں نے پہلے بھی کہہ دیا ہے۔
سید حسن مرتضیٰ: جیسا کہ رانا صاحب نے کہا ہے کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیں تو یہ خود ڈھونڈ لیں کہ گاڑیاں کہاں ہیں؟ آپ کمیٹی بنا دیں میں بھی گاڑیوں کا بتا دوں گا۔
جناب سپیکر: انہیں بھی پتا ہے۔
سید حسن مرتضیٰ: گاڑیاں آ جائیں گی۔ اگر یہ مسئلہ بھی حل نہیں ہو سکتا تو ان سارے پارلیمانی سیکرٹریوں کو ایک ایک مکینک رکھ کر دے دیں۔ اپنا مکینک ہو گا جہاں خراب ہوئی ٹھیک کر والی۔ (قہقہے)
جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف۔
قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ گاڑیوں کی تقسیم اور اس قسم کے جو معاملات ہیں۔
پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیو نٹی ڈویلپمنٹ: (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! میں کافی دیر سے کھڑا ہوں۔
جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں پلیز۔
پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیو نٹی ڈویلپمنٹ: (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں کافی دیر سے کھڑا ہوں آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع نہیں دیا۔

جناب سپیکر: دیکھیں، خیال کریں، قائد حزب اختلاف بول رہے ہیں۔ ان کا استحقاق ہے اور آپ کے ایوان کی یہ روایت ہے کہ جب قائد حزب اختلاف بول رہے ہوں تو اس وقت interfere نہیں کیا جا سکتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ: (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! میں کافی دیر سے کھڑا ہوں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں بعد میں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سنتا ہوں۔ تشریف رکھیں۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے جو چند ساتھی کھڑے ہیں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے ہی آپ بات کرنا چاہیں سب کو بیٹھ جانا چاہئے۔ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے رہنا مناسب نہیں ہے۔ اس سے پھر ہاؤس کا ماحول خراب ہوتا ہے۔ یہ گاڑیاں دینا یا اچھی گاڑیاں لینا ان کا استحقاق ہے لیکن یہ ان کا اندرونی معاملہ ہے۔ میرے خیال میں اگر یہ اپنی پارلیمانی پارٹی میں طے کر لیتے اور ہاؤس کا اتنا وقت ضائع نہ کرتے تو اچھا تھا۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے آپ ان کو جتنی مرضی گاڑیاں دیں اور جیسی مرضی گاڑیاں دیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جیسے حسن مرتضیٰ صاحب نے تجویز دی ہے میں بھی ایک تجویز دینا چاہتا ہوں۔ انہوں نے announce کیا تھا کہ کچھ bullet proof گاڑیاں ہیں جو کہ بہت مہنگی ہیں یہاں پر کھڑی ہیں اور ہم استعمال نہیں کریں گے اور ان کو بیچیں گے۔ وہ ایک سال بیچی بھی نہیں گئیں۔ اگر وہ استعمال ہوتی رہی ہیں تو ان میں سے ایک گاڑی بیچ دی جائے اس سے ان سب پارلیمانی سیکرٹریوں کی نئی گاڑیاں آجائیں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری یہ بھی استدعا ہوگی چونکہ بجٹ کا معاملہ ہے اس لئے یہ گورنمنٹ کا معاملہ ہے ہمیں تو دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے کہ معاملات چلتے ہیں تو اسی طرح چلتے رہیں لیکن میں پھر استدعا کروں گا کہ اس کے ساتھ ساتھ 8 کروڑ عوام کے بجٹ کا بھی معاملہ ہے۔ ان کے ٹیکسوں سے یہ پیسا حاصل ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی ترجیحات پیش کرنی ہیں اور ہم نے اپنی معروضات پیش کرنی ہیں۔ اب

سلسلے کو آگے بڑھایا جائے اور اچھے طریقے سے معاملات کو چلایا جائے۔ ایوان کو بہتر طریقے سے چلانے سے ہماری اپنی عزت بھی بڑھے گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، ڈھلوں صاحب! آپ فرمائیں۔ معزز رکن بڑی دیر سے کھڑے ہیں اور آپ پارلیمانی سیکرٹری بھی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ: (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): اگر پارلیمانی سیکرٹریوں کا تذکرہ چل ہی پڑا ہے تو میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ پچھلے ڈیڑھ ماہ کی کاوشوں کے بعد مجھے اپنے آفس کے لئے ایک ورکر ملا ہے اور اس کے علاوہ ایک ملازم بھی ملا ہے۔ ٹیلیفون وہاں کا بند ہے، کوئی چیز وہاں پر موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی پارٹی میٹنگ میں یہ بات کیا کریں میرے بھائی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ: (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! آپ میری گزارش تو سن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ I will not allow. شکریہ۔ آپ اپنی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں بات کیا کریں۔ (قطع کلامیاں)

جی، محترمہ! آپ مجھے اس کے مطابق چلنے نہیں دے رہے۔ جی، محترمہ! بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ایک بہت اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ لوڈشیڈنگ کا مسئلہ دن بدن بہت گھمبیر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس مسئلے میں ایک چیز بہت ہی قابل تکلیف ہے کہ ہم لوگ دو دو گھنٹے بغیر بجلی کے بیٹھے رہتے ہیں لیکن اس سے زیادہ تکلیف دہ عمل یہ ہے کہ جو لوگ محلّے کے لائن مین سے مل کر بجلی چوری کر رہے ہیں ان کے گھروں میں چھ چھ اے سی چل رہے ہیں اور ان کے بل دو دو، تین تین ہزار سے زیادہ نہیں آ رہے۔ ان لوگوں کی چوری کی وجہ سے ہم لوگ آدھا دن بجلی کے بغیر بیٹھتے ہیں۔ یہ مانا کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا مسئلہ ہے لیکن کچھ ایسی ٹیمیں بنا کر اس چوری کو ضرور کنٹرول کیا جائے کہ ہم جیسے لوگوں کی حق تلفی ہوتی ہے کہ ہم

40/40ہزار بجلی کے بل دے کر لوڈ شیڈنگ کا شکار ہیں اور وہ لوگ صرف دو تین ہزار دے کر آرام سے اپنے چھ چھ اے سی چلا رہے ہیں۔ یہ غور طلب معاملہ ہے اس کو ضرور دیکھیں۔

تحریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔

کرنل (ر) نوید اقبال ساجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں سنوں گا۔ relevant ہوا تو آپ کو اجازت ہو گی ورنہ حذف ہو جائے گا۔

کرنل (ر) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے floor دیا۔ میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ پر چار دن بحث ہوئی ہے، پچھلی دفعہ بھی چار دن بحث ہوئی تھی۔ پچھلی دفعہ بھی ہم لوگوں کو بجٹ پر بحث کا موقع نہیں ملا۔ اس دفعہ بھی ٹائم نہیں ملا۔ کل بھی ہم نے Chair سے گزارش کی کیونکہ یہ ہمارا حق ہے کہ ہم اپنے علاقے کے representatives ہیں ہم یہاں پر اڑھائی تین لاکھ لوگوں کے مسائل بیان کرنا چاہتے ہیں اور بجٹ کا ایک ایسا سیشن ہوتا ہے جس میں ہمارا input ضروری ہے تو ہمیں موقع دیا جانا چاہئے اور یہ میری گزارش ہے کہ آئندہ جب بھی وقت آئے تو ہمیں بھی اسی طرح موقع دیں۔

جناب سپیکر: آئندہ جب یہ موقع آئے گا تو ہم آپ کو ٹائم دیں گے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں بات تو نہیں کرنا چاہ رہا تھا اور یہ جواب حکومت کی طرف سے آنا چاہئے تھا۔ یہاں گاڑیوں کی بات ہو رہی تھی میں صرف ایک بات کرنا چاہوں گا کہ ہمیں دشمنوں سے بھی کوئی سبق لینا چاہئے۔ جب من موہن سنگھ نے حلف اٹھایا تو اس کے لئے تین bullet proof گاڑیاں آئیں اور اس نے کہا نہیں، میں یہ نہیں لوں گا۔ اس ہاؤس کا کوئی ممبر ایسا نہیں ہے جو ایک چھوٹی گاڑی خود نہیں

رکھ سکتااور دوسری بات میرے بھائی ظہیر الدین صاحب نے کہی ہے کہ حکومت ایک bullet proof گاڑی بیچ دے اور باقی رکھ لے، bullet proof گاڑی ایک عام آدمی نہیں رکھ سکتا کیونکہ Ministry of Interior سے قانونی طور پر اس کی اجازت لینا پڑتی ہے اور تیسری بات یہ کہ جب ہم بچت کی سکیمیں چلا رہے ہیں تو حکومت یہ گاڑیاں withdraw کر لے اور موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے منسٹر بھی کیوں نہیں گاڑیاں چھوڑتے؟ قرضہ لے کر حکومت چلائی جا رہی ہے اور یہ بات کیوں نہیں کرتے؟ یہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ ہم آپ کے لئے بولتے ہیں تو آپ ہمارے لئے بھی بولیں، کوئی عوام کے لئے بھی بات کر لیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کے پاس کافی گاڑیاں کھڑی ہیں، ایک ایک ان کو دے دیجئے گا۔ (قطع کلامیاں)

جی، کام کرنے دیں، کیا کر رہے ہیں۔ مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں، دیکھیں ٹائم کیا ہو گیا ہے۔ آپ پارلیمنٹری سیکرٹری نہیں ہیں۔ جی، بندیال صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (جناب کرم الٰہی بندیال): شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آج اخبارات میں چھپا ہے کہ میاں شہباز شریف صاحب خدانخواستہ بیمار ہیں اور میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج 1:45 پر میری ان سے ملاقات ہے اور اللہ کے فضل سے وہ خیریت سے ہیں۔ آج "جنگ" اور "خبریں" میں اس طرح کی خبر لگی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جو کوئی بھی بیمار ہے اللہ تعالیٰ سب کو صحت دے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

ڈی ڈی او (آر) چنیوٹ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ
(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خاں): جناب سپیکر! یہ Privilege Motion No. 26 سید حسن مرتضیٰ صاحب کی طرف سے ہے اس کو آپ Privilege Committee کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی یہ تحریک استحقاق Privilege Committee کے سپرد کی جاتی ہے۔ میجر (ر) عبدالرحمن کی بھی تحریک استحقاق آج کے لئے ہے۔ جی، سیال صاحب!

مہر ارشاد احمد خان سیال: جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ میرے حلقے میں موضع لشکر پور اور موضع گنجی ہے میں نے اس ایوان میں ایک سال پہلے بھی عرض کی تھی کہ وہاں دریائے چناب کا کٹاؤ ہو رہا ہے۔ اس وقت وہ دونوں مواضع دریا بُرد ہو چکے ہیں ان کے مکین کھلے آسمان تلے پڑے ہیں، ان بے چاروں کے گھروں کا کوئی بندوبست کیا جائے کیونکہ ان کی زمینیں اور گھر دریا برد ہو گئے ہیں۔ ان مواضع کے ساتھ ہی Forest Department کا رقبہ پڑا ہے وہاں اگر گورنمنٹ shelterless scheme کے ساتھ انہیں گھر بنا دیئے جائیں تو یہ بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر سے مل لیتا ہوں اور حکومت سے جو کچھ ہو سکا انشاء اللہ ضرور کریں گے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، محترمہ!

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بہت important مسئلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں چونکہ میرا حلقہ چھوٹے کسانوں کا حلقہ ہے۔ پچھلے سال بھی یوریا کھاد کے مسئلے میں ہمیں بہت problems ہوئی تھیں اور پنجاب حکومت کو بھی اس کی بہت problem face کرنی پڑی تھی۔ کھاد کی تمام سپلائی کراچی پورٹ کی بجائے گوادر پورٹ پر اتاری گئی جس کی وجہ سے کھاد کی سپلائی میں بہت delay ہو گیا۔ میں آپ کی توجہ "DAWN" کی خبر کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ یوریا کھاد مختلف فیڈرل منسٹرز کے درمیان بانٹ دی گئی ہے جس سے ہمارے کسانوں کا بہت نقصان ہو گا۔ یوریا کھاد کوئی فیڈرل منسٹرز کی جائیداد نہیں ہے۔ اگلی فصل پر ہمارے کسانوں کا اس مسئلے پر بہت نقصان ہو گا اور میں چاہتی ہوں کہ Provincial Government Federal Government سے یہ پوچھے کہ کس قانون کے تحت یوریا کھاد فیڈرل منسٹرز میں بانٹ دی گئی ہے۔ کسانوں کا right ہے کہ انہیں یوریا کھاد وافر مقدار میں ملے۔ اس سال بھی اگر کسانوں کو یوریا کھاد وقت پر نہ ملی تو ہمارے کسانوں کا نقصان ہو گا۔ یہ یوریا کھاد وٹو صاحب کی جائیداد نہیں ہے، یہ فیڈرل گورنمنٹ کی جائیداد نہیں ہے، یہ فیڈرل

منسٹرز کی جائیداد نہیں ہے، میں اس مسئلے پر آپ سے request کروں گی کہ قرارداد منظور کی جائے اور اس کی تحقیقات کرائی جائے کہ یوریا کھاد فیڈرل منسٹرز میں کیوں تقسیم کی گئی ہے اور وٹو صاحب کو اس کا portfolio کیوں دیا گیا ہے؟ پچھلے سال کسانوں نے جو نقصان اس سلسلے میں اٹھایا ہے اس کا کون ذمہ دار ہے؟ ہمیں یوریا کھاد وقت پر نہیں دی گئی اور بار بار یہ کہا گیا کہ صوبائی حکومت پنجاب اس بات کی ذمہ دار ہے لیکن میں اب اس مسئلے کو وقت سے پہلے اس ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں کہ اس مسئلے کو حل کیا جائے اور وفاقی حکومت سے پوچھا جائے کہ یہ سب اقدامات کیوں کئے جا رہے ہیں، ہمارے سرگودھا کے منسٹر تسنیم قریشی کو بھی یوریا کھاد دی گئی ہے تو کیا سرگودھا کے عوام کا اس یوریا کھاد پر کوئی حق نہیں ہے، کیا تسنیم قریشی صاحب جو کہ زمیندار بھی نہیں ہیں، جو کسان بھی نہیں ہیں ان کو یہ کوٹا کیوں دیا گیا ہے اور خاص طور پر وٹوؤں کو یہ مراعات کیوں دی گئی ہیں؟ میں سارے میڈیا سے بھی درخواست کروں گی کہ اس مسئلے کو کسانوں کے فائدے میں آپ دیکھیں۔ کیا وٹوؤں کا ہی یوریا کھاد پر حق ہے؟ میں چاہوں گی کہ پنجاب حکومت وفاقی حکومت سے اس سلسلے میں ضرور پوچھے۔ بہت بہت شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پنجاب کو یوریا کھاد کا پورا حصہ مل چکا ہے بلکہ زیادہ مل چکا ہے۔ یہ گو اور والا پراپیگنڈا غلط کیا جا رہا ہے۔ یہ وفاقی حکومت کو بدنام کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے ایم این اے ان کے مقامی ہیں۔ ان کے ساتھ ان کا آپس میں کوئی personality clash ہے تو وفاقی حکومت کو تو بدنام نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، سینئر وزیر!

سینئر وزیر/ وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ پچھلے سال کھاد کی کمی ہوئی تھی لیکن اس میں ہماری حکومت کا قصور نہیں تھا بلکہ پچھلی حکومت کا تھا۔ اس بارے میں سارے حالات آپ کو معلوم ہیں۔ میں محترمہ کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ اس دفعہ وفاقی وزیروں میں کوئی کھاد نہیں بانٹی جا رہی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ وزیر اعظم صاحب نے اپنی سر براہی میں کمیٹی بنائی ہوئی ہے جو اس معاملے کو دیکھ رہی ہے۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب بھی اس میٹنگ میں گئے تھے۔ میں اس بات کو یقینی بناتا ہوں کہ انشاء اللہ اس دفعہ کھاد کی کمی نہیں آنے دی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے موقع عنایت فرمایا۔ میرے ہاتھ میں بجٹ تقریر ہے جو کہ وزیر خزانہ نے اس معزز ایوان میں پیش کی تھی۔ ہم لوگ جن میں سے میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا تھا مگر ڈپٹی سپیکر صاحب نے مجھے موقع عنایت نہیں فرمایا۔ اس ساری بجٹ تقریر میں زراعت اور زراعت پیشہ لوگوں کو ریڑھ کی ہڈی تو کہا گیا لیکن اس سے متعلقہ کاشتکار کے لئے inputs کے بارے میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس میں نہ کھادوں کے بارے میں ذکر ہے، نہ زرعی ادویات کے بارے میں کوئی ذکر ہے اور نہ ہی نہری پانی کے بارے میں کوئی ذکر ہے۔ اس بجٹ میں جب inputs کے بارے میں ذکر ہی نہیں ہے میں اس پر بولنا چاہتا تھا کہ کھادیں بلیک میں بک رہی ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ مہربانی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری بہن نے جو بات کی ہے میں ان کی بات کو آگے بڑھاتا ہوں۔ آج cut motions کا دن ہے اس میں ہم نے زراعت کو رکھا ہوا ہے۔ اس پر ہم بات کریں گے اور ان کی نمائندگی کریں گے۔ یہ کسانوں کا معاملہ ہے اور اس ہاؤس میں کسانوں کے 75 فیصد یا اس سے زیادہ نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں ان کی بات کا سینئر منسٹر صاحب نے جواب بھی دے دیا ہے۔ میں پھر استدعا کروں گا کہ اس ہاؤس کی کارروائی کو آگے بڑھانے کے لئے جناب وزیر قانون contribute کریں اور اپنے ساتھیوں کو تسلی بخش جواب دیں۔ میری بہن شہزادی ٹوانہ صاحبہ نے فرمایا ہے کہ کھاد نہیں مل رہی تھی تو اس میں، میں یہ تصحیح کروں گا کہ کھاد صحیح قیمت پر نہیں مل رہی تھی یعنی 650 روپے کی بوری نہیں مل رہی تھی لیکن 1200 روپے کی جتنی چاہیں لے لیں۔ کھاد کم نہیں تھی بلکہ

کھاد بلیک ہو رہی تھی۔ آپ اپنی بات کو ذرا صحیح طریقے سے پیش کریں۔ وفاقی حکومت نے الزام لگایا تھا کہ ہم نے پوری کھاد دے دی ہے اور یہاں پر disbursement ٹھیک نہیں ہو سکی۔ اس کا جواب ہمیں بتایا جائے اور ہم واقعی پوچھنا چاہتے ہیں۔ اب بھی صورتحال یہ ہے کہ کہا یہی جا رہا ہے کہ کھاد پوری ہے لیکن مہنگی مل رہی ہے۔ اگر کوئی چیز نہ ہو تو وہ کسی قیمت پر بھی نہیں ملتی۔ اگر کوئی چیز مہنگی مل رہی ہو تو اس میں کوئی نہ کوئی curtail involve ہوتا ہے۔ کوئی نہ کوئی مسئلہ ہوتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ گورنمنٹ اس میں involve ہے، یہ بات شاید گورنمنٹ کی نظر سے ہی اوجھل ہے۔ اس پر گورنمنٹ کو دھیان دینا چاہئے اور اس مسئلے کو قانون اور ضابطے کے تحت جیسا کہ cut motions پیش ہوں گی تو اس کے ذریعے آیا جائے۔ ہم اس معاملے پر بات کریں گے تو آپ بھی جناب سپیکر سے اجازت لے کر بات کر لیجئے گا۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں کل جب wind up کر رہا تھا اور بحث ختم ہو رہی تھی تو ڈپٹی سپیکر صاحب نے فیصلہ کیا تھا کہ جو ممبران اپنی رائے کا اظہار نہیں کر سکے وہ سپلیمنٹری بجٹ پر بحث کے دوران بات کر لیں۔ اس لئے انھوں نے اپنے نام لکھوا دیئے ہیں۔ معزز ممبر رفیق صاحب بھی اس میں اپنا نام لکھوا دیں۔ اس کے علاوہ میری گزارش یہ ہے کہ اس وقت cut motions پر کام کرنا بہت اہم ہے۔ اس پر کام شروع کریں اور مزید وقت ضائع نہ کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ کسی کے بارے میں بات نہیں کر رہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! بجٹ کے لئے تین چار دن مخصوص کئے گئے تھے اور جس طریقے سے بجٹ پر لوگوں کو بات کرنے کا موقع دیا گیا اس حوالے سے میں آپ کو اور ممبران کو اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ پہلے دن جب میں نے اپنا نام پہلے دس منٹ کے اندر بھیج دیا تو میرا دسواں نمبر تھا، دوسرے دن میرا ساتواں نمبر تھا اور جب تیسرے دن میں نے پوچھا کہ میرا کیا نمبر ہے تو انہوں نے کہا کہ 68 نمبر ہے جس پر میں احتجاجاً واک آؤٹ کر کے چلا گیا۔ ہمیں تقریریں کرتے ہوئے بڑا عرصہ گزر گیا ہے اور شوق پورا ہو

چکا ہے لیکن ہم صرف اپنے تجربات share کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہاں پر ٹانگیں لٹکا کر بیٹھنے کے لئے نہیں آتے۔

جناب سپیکر: جو بات فنانس منسٹر صاحب نے کی ہے میرے خیال میں بالکل ٹھیک کی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! انہوں نے یہ بات کی ہے کہ جن کا شوق پورا نہیں ہوا وہ اس دن پورا کر لیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے شوق کا نہیں کہا بلکہ کہا ہے کہ ضمنی بجٹ پر وہ بحث کر لیں۔

رانا محمد افضل خان: میں جو اعتراض کر رہا ہوں وہ management اور secretariat services کی بات ہے اور اس کے اندر بے پناہ مسائل ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس پر یا تو آپ اپنے پاس میٹنگ بلائیں یا اس پر بحث کروائیں کیونکہ بہت سارے اراکین کو سوالات پر اور دوسرے کئی معاملات پر شکایات ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ مجھ سے علیحدہ اس بارے میں بات کر لیجئے گا۔ رانا صاحب! میرے خیال میں اب میجر عبدالرحمن صاحب کی تحریک استحقاق کا جواب دیا جائے کیونکہ آپ نے یہ pending کروائی تھی۔

حکومت پنجاب اور پرائیوٹ کمپنی کا فیصل آباد تا لاہور سڑک کی تعمیر کے معاہدہ کو خفیہ رکھنا اور اسمبلی کو قانون سازی سے روکنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سیکرٹری C&W کی میجر صاحب اور دیگر ساتھیوں سے میٹنگ کروالی تھی تو میں نے سیکرٹری C&W کا پتا کروایا ہے تو وہ دو دن منگل اور بدھ کے لئے اپنے کسی tour کے سلسلے میں راولپنڈی میں تھے تو انہوں نے کہا کہ میں جمعرات کو available ہوں تو اس دن آپ کوئی ٹائم رکھ لیں۔ کل کے لئے میجر صاحب جو بھی ٹائم کہیں اس کے مطابق میں ان کو بُلا لیتا ہوں اور بیٹھ کر اس معاملے کو resolve کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کو پھر pending کر دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ اس کو pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! چونکہ سیکرٹری C&W راولپنڈی گئے ہوئے ہیں اور انہوں نے جمعرات کو آنا ہے لہذا یہ تحریک استحقاق ہفتے کے دن کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک محترمہ سکینہ شاہین صاحبہ کی ہے۔

ایس ایچ او تھانہ ونی کے تارڑ (حافظ آباد) کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویہ

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ تھانہ ونی کے تارڑ (حافظ آباد) کے بھٹہ مالکان نے سولہ سترہ بھٹہ مزدوروں کو زبردستی بھٹہ پر بند کر رکھا ہے۔ حالانکہ یہ بھٹہ مزدوران کو ان کی رقم کی ادائیگی اپنے گردے فروخت کر کے ادا کر چکے ہیں۔ اس سلسلہ میں عبدالمجید نے لاہور ہائی کورٹ میں رٹ دائر کی تاکہ بھٹہ مالکان سے ان مزدوروں کی بازیابی کروائی جاسکے۔ میں مورخہ 17۔جون 2009 کو اس رٹ کے سلسلہ میں ہائی کورٹ لاہور میں گئی۔ میری ملاقات وہاں پر S.H.O شبیر احمد تھانہ ونی کے تارڑ سے ہوئی۔ میں نے کہا کہ جناب S.H.O صاحب! آپ نے 50 ہزار روپے لے کر ہائی کورٹ میں بیان دے دیا ہے کہ بھٹہ مالکان کے پاس کوئی مزدور نہ ہے بلکہ وہ تین لاکھ روپے لے کر وہاں سے چلے گئے ہیں۔ میری معلومات کے مطابق یہ بھٹہ مزدور ابھی تک اسی بھٹہ جن کے مالکان خالد وغیرہ ہیں کے پاس ہیں اور ان سے جبری مشقت لی جارہی ہے مگر آپ نے پیسوں کی خاطر لاہور ہائی کورٹ میں بوگس اور غلط بیان دے دیا ہے۔ میری اس بات پر S.H.O شبیر احمد سیخ پا ہو گیا اور میرے ساتھ تلخ کلامی پر اتر آیا اور اس نے کہا کہ ہاں میں نے پیسے لئے ہیں۔ آپ ایم پی اے ہیں تو آپ میرا کیا کر لیں گی جس سے مرضی میری شکایت کر لو۔ میں آپ کو ایم پی اے نہیں مانتا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ابھی تک یہ مزدور اسی بھٹہ پر کام کر رہے ہیں، بھٹہ

مالکان اور S.H.O مذکور مجھ سے فون پر رابطہ کر کے یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ ان مزدوروں کو بازیاب کروانا چاہتی ہیں تو پیسا لے آؤ اور مزدور لے جاؤ۔

جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے پولیس ملازمین کی تنخواہوں میں دوگنا اضافہ کیا ہے تاکہ غریب اور مظلوم عوام کو انصاف مل سکے مگر پولیس ملازمین کے رویے ابھی تک نہیں بدلے جس کا ثبوت S.H.O مذکور کا رویہ ہے جس کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا مجھے ابھی جواب موصول نہیں ہوا لیکن ویسے بھی یہ معاملہ فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے تو اس کو آپ pending فرما دیں اور میں کل ہی DPO حافظ آباد اور متعلقہ SHO کو بُلا لیتا ہوں اور محترمہ بھی اس وقت آ جائیں کیونکہ یہ بڑی serious allegations ہیں، اگر یہ ثابت ہوئیں تو نہ صرف اس تحریک کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے گا بلکہ اس کے اوپر جو انتظامی action مطلوب ہے وہ بھی انشاء اللہ لیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، اسے کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 30 چوہدری ظہیر الدین صاحب، محمد یار ہراج صاحب، محمد محسن خان لغاری صاحب، چوہدری مونس الٰہی صاحب، جناب طاہر اقبال چوہدری صاحب، محمد شفیق خان صاحب، شیر علی خان صاحب، خرم نواب صاحب، خالد جاوید اصغر گھرال صاحب، میاں شفیع محمد صاحب، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، محترمہ سیمل کامران صاحبہ، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ، محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ، محترمہ قمر عامر چوہدری صاحبہ، محترمہ آمنہ جہانگیر صاحبہ اور انجینئر شہزاد الٰہی صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، کون پیش کرے گا؟

قائد حزب اختلاف (چوہدری ظہیر الدین خان): ڈاکٹر سامیہ امجد پیش کریں گی۔

پبلک سروس کمیشن پنجاب کی رپورٹ برائے سال2008 کاایوان میں پیش نہ کیا جانا

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ The Punjab Public Service Commission Ordinance, 1978 کے section 9 کے sub-section (3) کے تحت محترم گورنر صاحب پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ اسمبلی میں پیش کرنے کے پابند ہیں۔ section 9 میں provided ہے کہ:

"9. The Commission shall, not later than 15th day of February in each year, prepare report as to the work done by it during the preceding year ending on the 31st day of December and submit the report to the Governor.

(2) The report shall be accompanied by a statement setting out, so far as known to the Commission__

(a) the cases, if any, in which the advice of the Commission was not accepted and the reasons therefor; and

(b) the matters, if any, on which the Commission ought to have been consulted but was not consulted and the reasons therefor.

(3) The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly."

2. جناب سپیکر مذکورہ بالا قانون کی واضح provision کے باوجود متذکرہ رپورٹ برائے سال 2008 ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں کی گئی۔

3. جناب سپیکر متذکرہ رپورٹ کی اہمیت کا اس امر سے یہ House بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ مذکورہ Ordinance کے section 7 میں provided ہے کہ:۔

"7. The functions of the Commission shall be-

a) to conduct tests and examination for recruitment to-

(i) such Provincial services and posts connected with the affairs of the Province, as may be prescribed; and

(ii) such posts in or under a Corporation or other body or organization set up by Government under any law, as may be prescribed;

(b) to advise the Government on such matters as may be prescribed, relating to the terms and conditions of service of persons who are members of a Provincial service or hold posts

in connection with the affairs of the Province; and

(c) such other functions as may be prescribed.

موجودہ قانونی تقاضے اور اہمیت کے باوجود public interest کی حامل رپورٹ برائے سال 2008 کو ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا اور اراکین اسمبلی کو ان کے قانونی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ قانون ہذا کی اس صریحاً خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنااللہ خان): جناب سپیکر! یہ رپورٹ اگلے اجلاس سے پہلے پیش کر دی جائے گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں مطمئن ہوں کہ انہوں نے اس کی ایک تاریخ کو time bar کیا ہے لیکن میری ایک گزارش ہے کہ اسمبلی کے اجلاس کو بروقت اور مناسب وقفے سے بلایا جائے تو جو یہ unrest کل بارہ بجے سے دیکھا جا رہا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈرز بھی اور ممبران کے مسائل اور ان رپورٹوں کا پیش نہ کرنا یہ حکومتی بزنس کا اہم ترین حصہ ہے اس میں تاخیر ناقابل معافی ہے۔ یہ اس اسمبلی کا استحقاق ہے، یہ اس کی بالادستی ہے، یہ اس کی will ہے، یہ اس کی writ ہے جس کو ہم نے establish کرنا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے کہ رپورٹیں پیش نہ ہوں۔ اس حوالے سے یہ پہلی تحریک استحقاق نہیں ہے جو ہم لائے ہیں۔ ہم اپوزیشن والے ایسی تحاریک استحقاق کو بار بار اس لئے لاتے ہیں کہ آپ کے نوٹس میں لایا جائے کہ اسمبلی کا کام بُری طرح سے متاثر ہو رہا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ جو معاملہ آپ کے حضور پیش کیا گیا ہے، وزیر قانون صاحب نے جیسا کہ فرمایا ہے کہ اگلے اجلاس سے پہلے اس کو پیش کر دیا جائے گا۔ ہم اس بات سے مطمئن ہیں کہ اگلے اجلاس سے پہلے اس کو پیش کر دیا جائے لیکن حکومت رپورٹیں پیش کرنے کے لئے vigilant رہے اور متعلقہ جو ڈیپارٹمنٹ ہیں جیسا کہ اگر گورنر کی طرف سے آنا ہے یا کسی طرف سے بھی ان کو وقت پر reminder بھیجنے ہیں تو بھیجے جانے چاہئیں اور جیسا کہ وزیر قانون نے ارشاد فرمایا ہے ہم ان سے مطمئن ہیں شکریہ۔ مہربانی

جناب سپیکر: اس تحریک کو dispose off کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں اپوزیشن کے معزز ممبران کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں انہیں اس بات کو باور کرانا چاہتا ہوں کہ ان کی اس نشاندہی کی وجہ سے رپورٹوں کو پیش کرنے کا جو معاملہ ہے وہ کافی حد تک بہتر ہوا ہے اور regulate ہوا ہے۔ انشاء اللہ یہ رپورٹ اس اجلاس کے بعد اور اگلے اجلاس سے پہلے پیش ہو جائے گی۔ جہاں تک اس بارے میں کہا گیا کہ اجلاس regularly اور ایک مناسب وقفے کے بعد ہونے چاہئیں میں ان کی خدمت میں عرض کروں کہ حکومت کی ہمیشہ کوشش یہ رہی ہے کہ اجلاس مناسب وقفے کے مطابق بلائے جائیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ گزشتہ پارلیمانی سال مکمل ہونے کے دو ماہ پہلے ہی ہم نے مقررہ دن پورے کر لئے تھے اور اب بھی ہم چاہتے تھے کہ آج سے کوئی تقریباً پندرہ دن پہلے مئی کے آخر میں یا جون کے پہلے ہفتے میں ایک اجلاس کم از کم دو ہفتوں کا بلائیں لیکن اس وقت مخصوص حالات اور security reasons کی وجہ سے ہمیں اس بات کو delay کرنا پڑا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! بس ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ایک گزارش ہے کہ سکیورٹی کے پیش نظر کی بات تھوڑی سے lame excuse اس لئے ہے کہ ساری دنیا کے کام چل رہے ہیں۔ فیڈریشن میں بھی اجلاس ہو رہے ہیں، ہر طرف ہو رہے ہیں۔ ہمیں ان دہشت گردوں سے ڈر کر گھر نہیں بیٹھنا ہے۔ یہ سب سے بڑا ادارہ ہے اور حکومت security reasons کا اقرار کر رہی ہے۔ میں تو مطمئن ہو گئی تھی کہ یہ لوگ اس چیز پر تیار ہیں لیکن وزیر قانون کی بات سن کر میں تو حیران رہ گئی ہوں کہ چونکہ معاملات ایسے تھے اور سکیورٹی کا مسئلہ تھا۔ انشاء اللہ ہم ان لوگوں سے نہیں ڈرتے۔

جناب سپیکر: اللہ کے فضل و کرم سے ہم بالکل نہیں ڈرتے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان) جناب سپیکر! میں محترمہ سے یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ اس میں حیران اور پریشان ہونے والی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کو خود پتا ہے کہ آپ نے پورا ایک ہفتہ meetings کیں اور اس کے بعد آپ نے سکیورٹی کے متعلق جو فول پروف انتظامات کئے تھے ان کو secure کیا۔ اس میں تھوڑا سا time factor تھا باقی ڈرنے یا گھبرانے والی کوئی بات نہیں ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ یہ تحریک شیخ علاؤالدین کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

18 سال سے کم عمر قیدی بچوں کو جیل میں مناسب فنی تعلیم اور ماحول فراہم کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کی جیلوں میں بے شمار بچے جن کی زیادہ تر تعداد 18 سال سے کم ہے، چھوٹے چھوٹے جرائم کے مرتکب ہوئے۔ یہ غریب خاندانوں کے بچے چھوٹی موٹی چوری شاپ لفٹنگ وغیرہ میں ملوث پائے جاتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ان بچوں کو محفوظ ماحول مہیا کیا جاتا لیکن زمینی حقائق یہ ہیں کہ ان بچوں کو عادی جرائم پیشہ

لوگوں کے ساتھ سالہا سال رکھا جاتا ہے۔ان بچوں کے ساتھ شرمناک حد تک زیادتیاں ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ انہیں جنسی ترغیبات دی جاتی ہیں۔تشدد اور جبری مشقت تو عام بات ہے ایک اندازے کے مطابق 70 فیصد بچے ایسے حالات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ نتیجتاً جب یہ بچے جیل سے باہر نکلتے ہیں تو خود جرائم پیشہ ہو چکے ہوتے ہیں۔ حکومت پاکستان نے 1990 میں اقوام متحدہ کے juvenilization system کو تسلیم کیا تھا اور 2000 میں ایک Ordinance جاری کیا تھا جس کے تحت ہر ضلع میں نو عمر قیدیوں کے لئے عام تعلیم کے ساتھ ساتھ Vocational تعلیم لازمی قرار دی گئی اس کے ساتھ ساتھ حکومتی خرچہ پر وکیل کی سہولت اور یہاں تک کہ alternate sentence measures کا بھی کہا گیا تھا لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کا فائدہ صرف چند نابالغ ان قیدیوں کو ہوا جن کے کچھ نہ کچھ وسائل تھے۔اب وقت آگیا ہے کہ ان نابالغ قیدیوں کے لئے judicial officers کے ساتھ ساتھ محکمہ جیل کے افسران کو بھی خصوصی ٹریننگ دی جائے اور سب سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ ان وجوہات کا پتا چلایا جائے جن کے تحت یہ معصوم بچے جرائم کی دنیا سے ناقابل واپسی زندگی شروع کر دیتے ہیں۔ یہ امر بھی سامنے رکھنا چاہئے کہ ہمارے ملک کی 60 فیصد آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے جو یقیناً اللہ کی بڑائی اور مہربانی کا صدقہ ہے، بہت سے ممالک افرادی قوت میں کمی کا شکار ہونے کی وجہ سے بھی شدید مشکلات کا شکار ہیں جن میں جاپان سر فہرست ہے۔ ہمیں اس نعمت خداوندی کے ضیاع کو فوری روکنا ہوگا تاکہ یہ افرادی قوت ملک اور قوم کے لئے زحمت کی بجائے رحمت بن سکے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ جس aspect کی طرف محترم شیخ علاؤالدین صاحب نے توجہ دلائی ہے یہ واقعی بڑی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔انہوں نے جتنے حوالے دیئے ہیں ان پر بڑا کام کرنے کی ضرورت ہے۔اس میں اگر آپ مناسب خیال کریں تو اسے as reference سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہوم کو refer کر دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کام ہونے کی ضرورت ہے تاکہ ڈیپارٹمنٹ کی بھی اور حکومت کی بھی بہتر رہنمائی ہو سکے اور اس سلسلے میں مطلوبہ steps اٹھائے جا سکیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کی بات سے مطمئن ہو گئے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: اگر یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ میں جاتی ہے اور اس یقین دہانی کے ساتھ کہ وہاں بچوں کے حوالے سے کوئی کام ہوگا تو مجھے کوئی اعتراض نہیں آپ اس کو dispose of کر دیں۔ مگر اس پر مجھے کوئی time limit بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ اس پر کوئی وقت دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے تو سٹینڈنگ کمیٹی خود پابند ہے جس کے تحت اس نے رپورٹ بھیجنی ہوتی ہے۔ جیسا کہ سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں ایک ماہ کا وقت مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر: ایک ماہ کا وقت مقرر کرنا پڑے گا۔ شکریہ اگلی تحریک بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

جعلی ایم ایل سی کے اجراء سے عدالتوں میں کیسوں کی بھرمار اور فریقین کو لمبے عرصہ تک پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ medical legal cases(M.L.C) میں ہونے والی زیادتیوں کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ یہ تلخ حقیقت ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں متعلقہ عملہ ڈاکٹروں کے ساتھ مل کر ناجائز (M.L.C) سرٹیفکیٹ جاری کرواتا ہے۔ ان میں عام لڑائی جھگڑے سے لے کر قتل اور rape cases تک بھی ہوتے ہیں جن کی وجہ سے عرصہ دراز تک لوگ مقدمہ بازی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایسے تمام (M.L.C) سرٹیفکیٹس کو چیلنج کرنے کا طریقہ کار نہایت پیچیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ وسیع رقم اور وقت کے ضیاع کا باعث بنتا ہے۔ آخر کار جب یہ challenge) (M.L.C cases ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال تک پہنچتے ہیں تو وہاں پر بھی مہینوں تک دانستہ ان پر

کوئی کارروائی نہیں کی جاتی اور بالآخر زیادہ تر cases میں D.H.Q ہسپتال والے ان کو لاہور refer کر دیتے ہیں۔ معزز اراکین کے لئے یہ اندازہ لگانا مشکل نہ ہے کہ ان تمام مراحل کو عبور کرنے کے لئے لوگوں کو کیا کچھ کرنا پڑتا ہوگا۔ لوگوں کی فوری دادرسی کے لئے اب مزید ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ایسے (challenge M.L.C cases) معہ ان کی پہلی ابتدائی تاریخ ایوان میں پیش کئے جائیں۔ یہاں اس امر کا ذکر بھی بہت ضروری ہے کہ ایسے ہی cases کی وجہ سے ملزمان عبوری ضمانتیں کروا لیتے ہیں اور یہاں تک کہ ضمانتیں واپس بھی لے لیتے ہیں اور پھر مظلوم فریق کی حالت کا اندازہ لگانا قطعاً مشکل نہ ہے۔ M.L.C cases میں ہونے والے ان ہتھکنڈوں کی وجہ سے عدالتوں کو بھی بے بس کر دیا جاتا ہے۔ ملزمان مخالف فریق کو pressurize کرتے ہیں۔ عوام کو جلد سے جلد حصول انصاف کے لئے ان تمام حقائق کو مدنظر رکھ کر ایک fool proof system بنانا چاہئے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں آپ کی اجازت سے عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وہ مسئلہ ہے جو اس ایوان کے ہر معزز رکن کے حلقے میں درپیش ہے اور میری گزارش ہوگی خاص طور پر نوانی صاحب سے کہ یہ اس کے اندر اپنا بھی input دیں کیونکہ وہ سن نہیں رہے تھے کہ M.L.C cases کے لئے جو مسائل اور مصیبت عوام کو درپیش ہے تو میں چاہتا ہوں کہ اس تحریک پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دے دیں جس پر ہر ممبر اپنا اظہار خیال کرے۔ آپ خود جانتے ہیں کہ یہ لوگوں کے لئے کتنا بڑا عذاب بنا ہوا ہے اور خاندانوں کے خاندان لٹ رہے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، منسٹر ہیلتھ صاحب!

وزیر صحت (ملک ندیم کامران): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن نے ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف نشاندہی فرمائی ہے اور اس سلسلے میں عرض ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں M.L.C کا اجرا مخصوص طریق کار کے تحت انجام دیا جاتا ہے تاہم work M.L.C کے لئے three tires structured مقرر کئے گئے ہیں۔ پہلے tire میں، پہلے level پر متعلقہ R.H.C تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال یا ٹیچنگ ہسپتال میں میڈیکل آفیسر، وویمن میڈیکل آفیسر مضروب کا معائنہ کرتے ہیں اور بمطابق M.L.C report کا اجراء کرتے ہیں۔ second level میں ڈسٹرکٹ

ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں Appellate Board کے ذریعے معائنہ کیا جاتا ہے اور معائنہ کروانے کے لئے عدالت کا حکم نامہ ضروری ہے۔ اس بورڈ کا چیئر مین متعلقہ D.H.Q کا M.S جبکہ متعلقہ D.O.H اور سرجن اس بورڈ کے ممبر ہوتے ہیں۔ third phase میں اگر مضروب کا معائنہ دوبارہ درکار ہو یعنی ڈسٹرکٹ بورڈ کے خلاف ہو تو بحکم عدالت صوبائی میڈیکل بورڈ کے ذریعے دوبارہ معائنہ کروایا جاسکتا ہے تاہم Provincial Medical Board حتمی Appellate Authority ہے اور اس کا فیصلہ حتمی تصور کیا جاتا ہے۔ اس بورڈ کا چیئر مین surgeon Medico Legal Officer ہوتا ہے اور دیگر ممبران میں متعلقہ ریجن کے میڈیکل کے شعبہ medicine کے ایسوسی ایٹ پروفیسر اور اسسٹنٹ پروفیسر، متعلقہ ریجن کے ٹیچنگ ہسپتال کا M.S ہوتے ہیں تاہم ضرورت محسوس کرنے پر متعلقہ شعبہ کے کسی بھی ماہر کو co-opt کر سکتے ہیں۔ تمام میڈیکل لیگل ورک مندرجہ ذیل ٹائم فریم میں سرانجام دیا جاتا ہے:۔ kept under observation ضربات میں ڈاکٹر تین ہفتے کے اندر اندر result دینے کا پابند ہے۔ چیف کیمیکل ایگزامینر semen اور الکوحل کی رپورٹ سات دن میں اور زہر کی رپورٹ ہفتے ایک میں دینے کا پابند ہوتا ہے۔ Serologist ایک ہفتے میں رپورٹ دینے کا پابند ہے۔ soft tissues کی رپورٹ تین ہفتے میں اور bone tissues کی رپورٹ چھ ہفتے میں دینے کا پابند ہے۔ صوبہ بھر کے تمام D.S.M.B cases اور P.S.M.B کے ذریعے کئے گئے ہیں۔ محکمہ صحت معزز رکن اسمبلی کی اس تجویز سے مکمل اتفاق کرتا ہے کہ عوام کو جلد سے جلد حصول انصاف کے لئے foolproof system بنانا چاہئے۔ اس تجویز کے حصول کے لئے محکمہ بھرپور طریقے سے کوشش کر رہا ہے تاہم اس سلسلے میں ہوم ڈیپارٹمنٹ اور محکمہ پولیس کا تعاون بھی درکار ہے۔ تین ڈیپارٹمنٹ مل کر اس پر اگر کوئی پالیسی بنانا اور کوئی کام کرنا چاہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ اچھا ہوگا اور محکمہ کو اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کوئی اعتراض ہونا بھی نہیں چاہئے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس میں کافی قانونی پیچیدگیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں اور جن چیزوں کی شیخ صاحب نے نشاندہی کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بڑی valid نشاندہی ہے۔ چونکہ اس میں تین ڈیپارٹمنٹ involve ہوتے ہیں تب جا کر یہ مکمل ہوتا ہے تو اس سلسلے میں Health Department سے ہم پہلے working کر

رہے ہیں اور میں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ انشاءاللہ اس سسٹم کو مزید بہتر بنانے کے لئے یہ کچھ تجاویز ہمیں براہ راست دے دیں تو اس سے ہم مستفید ہو سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: انہوں نے تو اپنی تحریک التوائے کار پیش کر دی ہے اب آپ نے اس پر کچھ کرنا ہے۔ اسے سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے یا آپ کچھ کر سکتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ کمیٹی کو نہیں بھیجی جائے گی بلکہ اس پر زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے اگر آپ اس کو admit کر لیں تو دو گھنٹے یہاں بحث ہو گی جس میں تمام ممبر حصہ لیں گے جو حکومت کے لئے بہتر ہو گا کہ وہ اپنی پالیسی بنالیں۔

جناب سپیکر: ہم اس کو admit کرتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس کے لئے ٹائم رکھ دیں کہ کس دن اس پر بحث ہو گی؟

جناب سپیکر: تین دن کب ہوں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! کل تو cut motions ہیں تو یہ کل ممکن نہیں ہو گا تو اگلے ہفتے میں کوئی دن آپ مخصوص کر دیں۔

جناب سپیکر: اگلے ہفتے میں ہم کیسے جائیں گے کیونکہ تین دن کا rules میں ذکر ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! rules کو آگے پیچھے کرنے کا اختیار آپ کے پاس ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ دن مخصوص کر لیں لیکن اس دن House کی consensus سے دن کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ آپ اس طرح کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ سپلیمنٹری بجٹ بھی اس کے بعد آنا ہے جس پر ایک دن عام بحث بھی ہو گی اور اگلے دن cut motions ہوں گی تو یہ ممکن نہیں رہے گا۔ یہ next Tuesday ہی بنتا ہے تو آپ اس دن کے لئے رکھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے اس کو admit فرمایا۔ میں اس تحریک التوائے کار سے متعلق عرض کرنا چاہوں گا کہ جو وزیر موصوف نے جواب دیا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے جو کہ سرکاری بیان ہے لیکن اس میں اہم چیز یہ ہے اور میں نے اس میں بڑا واضح لکھا تھا کہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر challenge M.L.C cases میں ان کی پہلی ابتدائی تاریخ جب وہ submit ہوئے۔۔۔

جناب سپیکر: 30۔ جون کے لئے رکھ رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ صرف اس فقرے کی طرف چاہتا ہوں جس میں میں نے یہ گزارش کی تھی کہ جتنے ایسے pending cases ہیں ان کی تاریخیں بتائی جائیں کہ وہ کتنے عرصہ سے pending ہیں۔ جناب سپیکر! اگر صرف ضلع قصور کا ریکارڈ نکال لیا جائے تو میں یہ ثابت کر سکتا ہوں اور آپ کے علم میں ہے کہ ایک ایک سال سے وہ چیلنج ہوئے۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں اس پر بات ہو چکی ہے کہ دو گھنٹے اس پر بحث ہو گی اور اس وقت آپ تمام چیزیں لے کر آنا اور ہم غور سے سنیں گے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر!

رپورٹیں (توسیع)

جناب سپیکر: اب چودھری علی اصغر منڈا صاحب مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی بابت 2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی وقوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Punjab Irrigation and Drain Authority (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, M.P.A (PP-245)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation and Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Punjab Irrigation and Drain Authority (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, M.P.A (PP-245)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation and Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ:

The Punjab Irrigation and Drain Authority (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 16 of 2008)

moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, M.P.A (PP-245)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation and Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: ڈاکٹر اسد اشرف مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور بابت 2009 سوال نمبر 194 اور تحریک التوائے کار نمبر 1038 بابت سال 2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

University of Health Sciences Lahore (Amendment) Bill, 2009 (Bill No.10 of 2009 and Question No. 194) moved by Ms. Arifa Khalid Pervez, MPA W-305 and Adjournment Motion No.1038 of 2008 moved by Shiekh Ala-ud-Din MPA (PP-181).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی:

University of Health Sciences Lahore (Amendment) Bill, 2009 (Bill No.10 of 2009 and Question No. 194) moved by Ms. Arifa Khalid Pervez, MPA W-305

and Adjournment Motion No.1038 of 2008 moved by Shiekh Ala-ud-Din MPA (PP-181).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31۔جولائی2009تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

University of Health Sciences Lahore (Amendment) Bill, 2009 (Bill No.10 of 2009 and Question No. 194) moved by Ms. Arifa Khalid Pervez, MPA W-305 and Adjournment Motion No.1038 of 2008 moved by Shiekh Ala-ud-Din MPA (PP-181).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31۔جولائی2009تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: راجہ محمد حنیف مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 2008 اور 2009 کے بارے میں مجلس برائے قائمہ قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

راجہ محمد حنیف: شکریہ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

No.1. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 15 of 2008) moved by Ch. Aamar Sultan Cheema MPA (PP-32).

No.2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 17 of 2008) moved by Mrs. Amna Ulfat, MPA (W-356); and

No.3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 6 of 2009) moved by Ch.Muhammad Asad Ullah, MPA (PP-106).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

No.1. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 15 of 2008) moved by Ch. Aamar Sultan Cheema MPA (PP-32).

No.2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 17 of 2008) moved by Mrs. Amna Ulfat, MPA (W-356); and

No.3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 6 of 2009) moved by Ch.Muhammad Asad Ullah, MPA (PP-106).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

No.1. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 15 of 2008) moved by Ch. Aamar Sultan Cheema MPA (PP-32).

No.2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 17 of 2008) moved by Mrs. Amna Ulfat, MPA (W-356); and

No.3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 6 of 2009) moved by Ch.Muhammad Asad Ullah, MPA (PP-106).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جناب مہدی عباس خان مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں بابت 2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب مہدی عباس خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 1 of 2008) moved by Ms. Tayyaba Zameer, MPA (W-299).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 1 of 2008) moved by Ms. Tayyaba Zameer, MPA (W-299).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی2009تک توسیع کر دی جائے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:توسیع نہ کی جائے۔

جناب سپیکر:میں پھر ووٹنگ کروالیتا ہوں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:جناب سپیکر!ہمارا یہ استحقاق ہے کہ ایوان کو وجوہات بتائی جائیں یہ توسیع کیوں لی جارہی ہے۔اس کی وضاحت فرمائیں اور لاء منسٹر سے کہیں کہ وہ اس کی وضاحت فرمادیں کیونکہ وہ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کرنے کے ماہر ہیں۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے میں دوبارہ ہاؤس سے پوچھ لیتا ہوں۔کیا 31۔جولائی2009تک توسیع کر دی جائے؟

The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 1 of 2008) moved by Ms. Tayyaba Zameer, MPA (W-299).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی2009تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

عام بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 10-2009 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری

(---جاری)

جناب سپیکر:اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 2010-2009 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری کا آغاز کرتے ہیں۔2010-2009 کے سالانہ بجٹ میں مطالبات زر کی تعداد 42 ہے۔

حکومت اور اپوزیشن کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ ان 42 مطالبات زر میں سے 7 مطالبات زر میں حسب ذیل ترتیب سے cut motions پیش کی جائیں گی۔ مطالبہ نمبر 1۔PC-21013 پولیس، مطالبہ نمبر 2۔PC-21015 مد ایجوکیشن، مطالبہ نمبر PC-21016 مد خدمات صحت، مطالبہ نمبر 4۔PC-13033 مد غلے اور چینی کی سرکاری تجارت، مطالبہ نمبر 5۔PC-21018 مد زراعت مطالبہ نمبر 6۔ PC-12043 مد قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ۔ نمبر 7۔21009 -PC مد آبپاشی و بحالی اراضی۔

cut motions کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی آج شروع ہو کر کل مورخہ 25۔ جون 2009 دوپہر 12 بجے تک جاری رہے گی۔ باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ نمبر (4) 146 کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 21013 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21013

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 43۔ارب 22 کروڑ 30 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

"ایک رقم جو 43۔ارب 22 کروڑ 30 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔"

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! I oppose it

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21013 پر کٹوتی کی تحاریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الٰہی، جناب طاہر اقبال چودھری، جناب محمد شفیق خان، جناب شیر علی خان، جناب خرم نواب، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، میاں شفیع محمد، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ عائشہ جاوید، محترمہ ثمینہ خاور حیات، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ آمنہ جہانگیر، محترمہ سیمل کامران، انجینئر شہزاد الٰہی، جی، بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

43۔ارب 22کروڑ 30لاکھ 93ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر PC-21013 پولیس کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

43۔ارب 22کروڑ 30لاکھ 93ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر PC-21013 پولیس کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

جناب سپیکر: جی، وہ oppose کر رہے ہیں۔اب آپ فرمائیں!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتی ہوں کہ موجودہ حکومت نے جو یہ خطیر رقم پولیس کے لئے مختص کی ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ عوام کی جان و مال کی حفاظت کرنے میں پولیس بالکل ناکام ہو گئی ہے۔ میں آپ کو یہ یاد دہانی کرانا چاہتی ہوں کہ چودھری پرویز الٰہی کی حکومت نے جب مالی سال 2003-04 میں 15۔ارب روپے پولیس کی مد میں رکھے تو ہمارے موجودہ جو ابھی

لاء منسٹر صاحب ہیں انھوں نے اس پر بڑے اعتراضات لگائے اور انھوں نے اس پر cut motions دیں۔ میرے پاس یہ ریکارڈ ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ 04-2003 اور اس کے بعد 05-2004 کے اس وقت کے فنانس منسٹر کی تقاریر ہیں۔ مجھے موجودہ حکومت کی حالت پر ترس آتا ہے، میری ہمدردیاں ان لوگوں کے ساتھ ہیں اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ جب چودھری پرویز الٰہی نے اپنی فہم و فراست کی وجہ سے اس وقت جو 15۔ ارب روپے رکھے جو کہ ایک معمولی سی رقم تھی تو تب بھی انھوں نے اعتراض کیا، پھر اس سے اگلے مالی سال میں جب انھوں نے 20۔ ارب روپے رکھے تو اس پر بھی ان لوگوں نے اعتراضات اٹھائے۔ مجھے اب پہلے سے بھی زیادہ اندازہ ہو گیا ہے کہ ان لوگوں کو اس وقت اس چیز کا ادراک ہی نہیں تھا کہ کس طریقے سے عوام کو امن و امان دیا جاتا ہے اور ان کے لئے امن و امان کتنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں سب سے پہلے تو اس چیز کا ذکر کرنا چاہ رہی ہوں کہ یہ پولیس کے لئے جتنی رقم رکھی گئی ہے وہ صرف اور صرف وی وی آئی پیز اور وی آئی پیز کی حفاظت کے لئے ہے، اس سے عام آدمی کی حفاظت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہ جتنے فنڈز بھی رکھے گئے ہیں وہ تمام کے تمام پولیس کے جو high rank کے officials ہیں ان کو bright کرنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔ میں ایک تو لیڈی پولیس کے حوالے سے یہ کہنا چاہوں گی کہ:

The female police officers are suffering at the hand of male bosses.

لیڈی پولیس اصولاً تو بارہ گھنٹے کی ڈیوٹی دیتی ہیں لیکن وہ کم از کم بیس گھنٹے کی ڈیوٹی دے رہی ہیں۔ دو دو گھنٹے تو ان کو اپنے گھروں سے آنے کے لئے لگتے ہیں۔ ان کی جو موبائل کنٹین ہے اس سے وہ اپنا خرید کر کھاتے پیتے ہیں۔ مجھے صرف یہ بتا دیں کہ یہ جو اس بجٹ میں رکھا گیا ہے وہ کن افسران کو رشوت دینے کے طور پر ان کے یہ الاؤنسز بڑھائے گئے ہیں؟ آپ یہ بجٹ کی کتاب دیکھیں کہ اس کے اندر اتنے زیادہ الاؤنسز دیئے گئے ہیں کہ risk allowance اور پتا نہیں کیا کیا چیزیں ہیں، مجھے تھوڑی سی وضاحت چاہئے۔

جناب سپیکر: وہ بھی پڑھ لیں کہ کیا کیا چیزیں ہیں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جی، میں پڑھتی ہوں۔

House rent allowance, Conveyance Allowance, Sumptuous Allowance, Dearness, Washing, Dress, Special Additional Allowance, Integrated Allowance, Risk Allowance, Hill Allowance, Qualification, Medical, Entertainment, Instruction, Computer, Orderly, Special Allowance, Consolidation Traveling Allowance.

صرف پولیس کی ٹرانسپورٹ کے لئے چھ بلین روپے رکھے گئے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ کیا پولیس کو آپ ٹرانسپورٹ کے لئے چھ بلین روپے دیں، ان کو کھانے کے لئے۔ ارب روپے دیں، پتا نہیں 10۔ ارب آپ ان کو ان کی رہائش کے لئے دیں، اس کے بعد بھی پولیس کی کارکردگی بالکل زیرو ہو۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی کہنا چاہ رہی ہوں کہ پچاس پچاس لاکھ کے انھوں نے sniffer dogs رکھے ہوئے ہیں وہ بھی صرف وی آئی پیز کے لئے ہیں تو کیا عام آدمی کے لئے sniffer dog نہیں ہو سکتا؟ مطلب، یہ قوم جو ہے یہ ذہنی مریض بن چکی ہے۔ پھر جو وی آئی پیز ہیں ان کو اپنی سکیورٹی کی اتنی فکر ہے کہ وہ جب کسی مقامی فائیو سٹار ہوٹل میں جاتے ہیں تو ان کی آمد سے پہلے sniffer dogs ایم پی ایز کو پہلے چیک کرتے ہیں پھر اس کے بعد وی وی آئی پیز وہاں پر تشریف لاتے ہیں اور عام آدمی جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر اور آیت الکرسی کی بنیاد پر اپنی زندگی کی حفاظت کئے ہوئے ہے۔

جناب والا! اقتصادی ترقی میں امن و امان کو کلیدی حیثیت حاصل ہے اور پرامن ماحول شہریوں کے جان و مال اور ترقیاتی عمل کے تحفظ کی ضمانت ہوتا ہے لیکن موجودہ حکومت اپنی جان بچانے کے لئے ایوان وزیراعلیٰ سے اٹھ کر غیر ملکی دوروں پر چلے گئے ہیں اور پیچھے غریب عوام کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ سارے غیر ملکی دورے وہ صرف اور صرف اپنی جان بچانے کے لئے کر رہے ہیں۔ اس سے ملک کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا۔ میں یہاں پر ایک درخواست بھی کروں گی کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کی جو internal security force ہے ان کو کمانڈو ٹریننگ حاصل ہے، انھوں نے ایلیٹ کے برابر ٹریننگ کی ہوئی ہے، ان کو بم ڈسپوزل سکواڈ میں بھی ٹریننگ دی گئی ہے لیکن ان کی جو

بنیادی تنخواہ ہے وہ صرف آٹھ ہزار روپے ہے، یہ شرمناک بات ہے کہ پھر میں وہی بات دہراؤں گی کہ پولیس کے اعلیٰ افسران کو صرف اپنا ذاتی ملازم بنانے کے لئے ان کو دوہری، چوہری تنخواہ اور perks and privileges دیئے گئے ہیں لیکن جو ایک چھوٹے رینک کے ہیں ان کو بالکل نظرانداز کر دیا گیا ہے۔

جناب والا! دوسری بات میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ یہاں پر بار بار figures کو quote کرنے سے confusion پیدا ہوتا ہے۔ انھوں نے پولیس کو جو اسلحہ فراہم کیا ہے اس میں ایک گلاک کی قیمت چار لاکھ روپے ہے، اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ پولیس کی نفری تقریباً پونے دو لاکھ کے قریب ہے اگر ان کو ایک چھوٹا، ایک basic weapon فراہم کیا ہے اور وہ بھی اگر نہیں چل سکتے یا جب وہ ڈیوٹی پر ہوتے ہیں تو وہ استعمال نہیں کر سکتے جو کہ آپ کے سامنے ہے، جب یہ لبرٹی میں واقعہ پیش آیا تھا، سری لنکا کی ٹیم پر حملہ ہوا تھا تو پولیس کے نوجوانوں سے ان کے weapons لے لئے گئے تھے تو اس کی وضاحت بھی آج تک لاء منسٹر صاحب اس ہاؤس میں نہیں کر سکے۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر کی اتنی خراب situation ہے کہ خود پولیس والے ذہنی مریض بن چکے ہیں اور ان کا یہ حال ہے کہ چند روز پہلے پولیس نے ستوکتلہ میں بنک ملازم کو دہشت گرد سمجھ کر مار ڈالا اور پولیس پوسٹ مارٹم کے لئے زبردستی لاش گھسیٹ کر لے گئی اور اسی طرح آپ یہ دیکھیں کہ قلعہ گجر سنگھ جو پولیس سٹیشن ہے وہاں پر پولیس والوں نے ڈر کے مارے سارے راستے بلاک کر دیئے ہیں، عام آدمی کو وہاں سے گزرنے کی اجازت نہیں ہے اور وہ صرف ڈر کے مارے وہاں پر چھپ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا اسی چھپنے کے لئے اور ڈرنے کے لئے انہوں نے اتنے سارے فنڈز فراہم کئے ہیں؟ یہی حال ایمپریس روڈ سول لائنز کا ہے جہاں پر عام آدمی تو کیا چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی۔ مجھے یہ بتائیے کہ کیا یہی پولیس کی کارکردگی ہے؟

آخر میں، میں ایک تجویز دینا چاہوں گی کہ پولیس افسران اپنے دفتروں میں ہفتہ وار کھلی کچہری لگاتے ہیں تو اس کی تمام رپورٹ اور تفصیل اور ان کی جو performance ہے وہ اس ہاؤس میں پیش کی جائے ہر چھ ماہ کے بعد ان کی ایک performance report اور جو لوگوں کے وہ grievances redress کرتے ہیں اس کی تفصیل ہمیں بتائی جائے تاکہ یہ ایوان کو بھی پتا چلے کہ

پولیس کی کارکردگی کیا ہے اور جو موجودہ حکومت ہے اس کی کارکردگی کیا ہے تاکہ ہم اس پر بحث کر سکیں اور اس کو مزید بہتر بنایا جا سکے۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر اور امن و امان کی کیفیت ایک المیہ کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ یہ حکومتوں کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ عوام کا مسئلہ ہے اور ہر حکومت کا فرض بنتا ہے کہ اس نے عوام کو کس طریقے سے امن و امان مہیا کرنا ہے۔ یہاں پر بہت بڑا بجٹ بھی پیش ہوا اور پچھلی دفعہ بھی کہا گیا کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کو improve کرنے کے لئے اور عوام کو زیادہ سے زیادہ ریلیف دینے کے لئے بہت کچھ کرنے کے دعوے کئے گئے لیکن ایک طرف تو law and order کی صورتحال خراب ہو رہی ہے اور ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ چور اُچکے سرعام پھر رہے ہیں اور ایسی آپ کو ہزاروں شکایات سننے کو ملیں گی کہ پولیس دیکھتی رہی اور چور اُچکے واردات کر کے چلے گئے۔ دوسری طرف یہ کہا گیا تھا کہ ڈیپارٹمنٹ کو بہت ہی اچھے طریقے سے develop کیا جائے گا اور بہت سی مراعات دی جائیں گی لیکن میں اپنے ہی گھر کے پاس ایک چوکی کا احوال پیش کرنا چاہوں گی کہ یقین مانیے کہ ان تمام دعووں کے باوجود آدمی وہاں جا کر visit کر لے تو اس چوکی میں غالباً گھوڑے اور گدھے باندھنے کی ضرورت رہ گئی ہے اور ایک اصطبل کا وہ منظر پیش کرتی ہے۔ جب کوئی سائل جا کر وہاں اپنا مسئلہ پیش کرتا ہے تو اس کے ارد گرد گھومتے پھرتے ہیں اور وہاں پر بیچارہ بیٹھا ہوا رجسٹرار یا چوکی انچارج عادی ہو چکا ہے اور اس کو عادت پڑ گئی ہے کہ اس کے ارد گرد کم از کم دس پندرہ چوہے ہر وقت ناچتے ہیں اور ان کے درمیان وہ بیٹھا رہے اور اگر کسی کو اپنی شکایت لے کر جانا پڑ جائے تو وہ پہلے چوہوں سے خوفزدہ ہوتا رہے اور اس کے علاوہ وہاں پر بے شمار چھپکلیاں اور ٹڈیاں ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ پولیس والوں کو کسی ایک سیل میں رکھا گیا ہے اور وہ ایک جیل میں رہ رہے ہیں اور وہ چوکی نہیں ہے، معلوم نہیں ان کو کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ جو وعدے کئے گئے تھے اور جو کہا گیا تھا کہ یہ مراعات دی جائیں گی اور آج بھی یہی کہا جا رہا ہے تو میں کیسے مان لوں اور مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ میں پولیس کو مظلوم سمجھوں

یا ظالم ؟ ایک طرف پولیس کو ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ لوگوں کے معیار پر پوری نہیں اتر رہی اور دوسری طرف ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ پولیس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے ؟ اس میں فیصلہ کرنا بہت مشکل سا ہو گیا ہے اور وہ بھی انسان ہیں اگر کسی بم دھماکے کا شکار ہو جاتے ہیں تو ان کے بھی بیوی بچے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ماشاء اللہ۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ تھانے میں جاتے ہوئے جو سب سے زیادہ خوف زدہ ہیں وہ ہمارے معاشرے کی خواتین ہیں۔ موجودہ گورنمنٹ نے تو خواتین کو میرا خیال ہے کہ انسان ہی نہیں سمجھا اور ہم شکر ادا کرتے ہیں کہ سابقہ گورنمنٹ نے خواتین کو ان کا جو حق اور مقام تھا ان کو عطا کیا۔ اسی کی بدولت آج یہاں پر ہماری اتنی بہنیں موجود ہیں۔ خواتین اگر کسی تشدد کا شکار ہو جاتی ہیں اور رات بے رات اپنے سسرال والوں کے ہاتھوں مر جاتی ہیں جیسا کہ آج میرے پاس ایک تحریک التواء کار بھی موجود تھی جو کہ میں پڑھ نہیں سکی کہ اس میں ایک خاوند نے ایک عورت کو پٹرول چھڑک کر جلا دیا۔

جناب والا! وہ عورتیں جو کہ اپنی جائز شکایت کے لئے بھی تھانے میں جاتے ہوئے گھبراتی ہیں ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے ؟ یہ گھر گھر کا مسئلہ ہے۔ سابقہ گورنمنٹ نے crisis centre بنائے تھے اور موجودہ دور میں انہیں women centre کا نام دیا گیا۔ وہ عورتیں جو تھانے میں جانے سے ہچکچاتی ہیں اور یہ جا ہی نہیں سکتیں کیونکہ وہاں کا ماحول ہی اس قابل نہیں ہے کہ کوئی شریف آدمی اس میں داخل ہو سکے۔ خواتین کہاں جائیں اور اس پر یہ ظلم ہے، یہاں پر ابھی ذکر بھی ہوا۔ میں نے کل ہی لاء منسٹر صاحب کو ایک F.I.R بھی دی تھی کہ جھوٹے سچے offence لگا کر نابالغ بچوں کو بھی رکھ لیا جاتا ہے اور کہیں بھی اس کی صحیح طریقے سے تفتیش نہیں ہو پاتی۔

جناب سپیکر! اپنے اپنے مقاصد کی جو جنگ ہمارے ملک میں لڑی جا رہی ہے یہ بہت بڑا رویوں کا بحران ہے جس سے ہم سب لوگ گزر رہے ہیں یہ بہت important اور سنجیدگی سے سوچنے والی باتیں ہیں۔ ہم نے ان پر قابو کیسے پانا ہے اور ہم آج صرف ایک دوسرے کو blame کرنے پر لگے ہوئے ہیں، کیا ہم نے ٹھیک سے اس پر عمل کرنا بھی ہے یا نہیں ؟ یہ کب تک سلسلہ چلتا رہے گا ؟

جناب والا! میرے knowledge میں ایک اور بات آئی کہ ہماری پولیس کتنی بے بس ہے اور کتنی مظلوم ہے کہ اسے صرف سیاسی مقاصد کے لئے ہی استعمال کیا جائے گا۔ فیصل آباد میں وکلاء اور ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے درمیان جھگڑا ہوتا ہے اور مارکٹائی ہو رہی ہے ڈی آئی جی صاحب موقع پر موجود ہیں اور وہ کچھ نہیں کر رہے ساری کی ساری ریکارڈنگ ہمارا میڈیا live دکھا رہا ہے لیکن ڈی آئی جی صاحب کہتے ہیں کہ مجھے اوپر سے آرڈر نہیں آئے۔ یہ فیصلہ پولیس کب کرنے کے قابل ہو گی کہ موقع پر انہوں نے اس لڑائی کو ختم کروانا ہے یا نہیں؟ یہ فیصلہ پولیس نے موقع پر کرنا ہے لیکن یہ آرڈر اسے کہاں سے آنا ہے اور کیوں آنا ہے؟ اتنے بڑے عہدے پر فائز ڈی آئی جی صاحب کیا فیصلہ کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے؟ یہ سوالیہ نشان ہے؟ میں پھر شکر ادا کروں گی کہ اللہ تعالیٰ نے چودھری پرویز الٰہی صاحب کو موقع دیا Child Protection Bureau کا ذکر ہوا، میں شکر ادا کرتی ہوں کہ اس ڈیپارٹمنٹ کی وجہ سے آج ہزاروں بچے مستقبل میں جنہوں نے criminal بن جانا تھا آج وہ ایک اچھی زندگی گزار کے صحت مند شہری بن سکیں گے۔

جناب والا! Child Protection Bureau کے ادارے کو اور اس میں ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ کو میں خراج تحسین پیش کروں گی کہ کیا اس کی مزید ضرورت نہیں اور یہ صرف لاہور کے بچوں کے لئے ہے، کیا پنجاب کے سارے بچے ہمارے بچے نہیں ہیں اور کیا انہیں مستقبل کا فعال اور کامیاب شہری بنانے کی ضرورت نہیں ہے؟ میرا خیال ہے کہ بہت سارا بجٹ جو دیگر شعبوں میں رکھا گیا ہے اس بجٹ سے ضرورت تھی کہ محکمہ کو فیضیاب کیا جاتا اور ہر ضلع میں یہ ادارہ قائم کیا جاتا۔

جناب والا! مجھے آپ کی توجہ چاہئے۔ دوسری ایک چیز جو میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ یہ ایک بڑی اہم بات ہے اور یہ بہت اہم منصب اور یہ ایوان بہت مقدس ہے ہمیں یہاں پر اہم issues کا حل تلاش کرنا ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ ایک عام آدمی کے پاس غیر قانونی اسلحہ سرعام موجود ہے---

MR SPEAKER: Order please order in the House.

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! ہر چھوٹا بندہ criminal ہے اس کے پاس غیر قانونی اسلحہ موجود ہے اور شریف آدمی کو اسلحہ کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس کے پاس ہے اور وہ اس کا استعمال بھی نہیں کر سکتا اور وہ

تو اس کا استعمال جانتا ہی نہیں ہے۔ جہاں کہیں پر ڈکیتی کی وارداتیں دیکھتے ہیں یا چوری کی وارداتیں دیکھتے ہیں تو ایک منٹ سے پہلے اگر ان کو کوئی اپنی جیب سے نقدی نکال کر نہیں دیتا یا اپنا زیور اور کپڑا ان کے حوالے نہیں کرتا تو وہ ایک سیکنڈ سے پہلے اسے گولی مار کر آگے چلے جاتے ہیں۔ہمارے معاشرے میں اتنی بہتات میں غیر قانونی اسلحہ موجود ہے۔ ہم اس غیر قانونی اسلحہ پر کب کنٹرول کر سکیں گے؟ کیا یہ ضروری نہیں کہ ہر ایک سے غیر قانونی اسلحہ بازیاب کرانے کے لئے اسے تحریک کی شکل دی جائے اور اس پر proper قانون سازی کر کے لاگو کی جائے۔ یوں چور اُچکے اور دہشت گرد گھروں سے نکلیں اور راہ جاتے لوگوں سے ڈکیتیاں کرتے پھریں اور ہر ایک کو مارتے پھریں۔

جناب سپیکر: اس بارے میں قانون موجود ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: اگر implementation نہیں ہے تو پھر کیا فائدہ ہے؟ ہمارے ہاں خواتین سے متعلق قبیح رسومات ہمسایہ ملک انڈیا سے آئی ہیں۔آج ہماری جتنی بھی خواتین غلط رسومات کا شکار ہو رہی ہیں یہ اسلامی نہیں ہیں بلکہ فرسودہ رسومات ہیں۔ وہ تو قابو پا لیتے ہیں اور آج چولہے سے جلنے والی عورت کے سسرال والوں کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔یہاں عورتوں کے ساتھ دن رات جو بھی سلوک ہو جائے لیکن موجودہ حکومت خواتین کے issues پر بالکل خاموش ہے۔

جناب سپیکر! بہت سارے ایسے issues ہیں جنھیں بڑے serious طریقے سے لینے کی ضرورت ہے اور ان پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔بچپن میں ہم ایک نظم پڑھا کرتے تھے مجھے وہ نظم یاد آ رہی ہے۔

دنیا کے رنگ نرالے
بلی نے چوہے پالے
چوہوں نے وہ دھوم مچائی
بلی کی شامت آئی

جناب سپیکر! میں کہوں گی کی موجودہ وزیر اعلیٰ صاحب کی ٹیم آئے دن انھیں اپنے مسائل میں گھیرے رکھتی ہے۔وہ بے چارے تو انہی سے نبرد آزما ہیں۔کہیں کسی سے استعفیٰ لیتے ہیں، کہیں کسی

کو سمجھاتے ہیں، کہیں کسی منسٹر کے ساتھ بیٹھ کر رفع دفع کرتے ہیں اور کبھی عفور منسٹر کو معاف کرتے ہیں۔یہ لوگ مل کر اپنے لیڈر کو پریشان نہ کریں اور عوام کے مسائل پر خاص توجہ دیں۔شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا شکریہ۔جی، اگلے مقرر لغاری صاحب ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر اور پولیس کے لئے جو allocation کی گئی ہے ہم اپوزیشن والوں نے اس کے لئے cut motion دی ہے اور اس کے پیچھے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس کے لئے جو 43 بلین روپے خرچ کئے جا رہے ہیں ہمارے خیال میں ان کے لئے صحیح priorities نہیں لگائی گئیں۔میں پہلے صفحہ سے دیکھ رہا ہوں جہاں سے یہ شروع ہو رہا ہے اس میں پچھلے سال پولیس ٹریننگ کے لئے 960.2 ملین روپے رکھے گئے تھے لیکن اس سال کم کر کے 837 ملین روپے کئے گئے ہیں۔کیا اب ہمیں ٹریننگ کی ضرورت نہیں رہی، کیا ہماری پچھلی ٹریننگ سے مفاد عامہ اور ہماری protection کے معاملات بہتر ہوئے ہیں؟ ہم اپنا یہ احتجاج رجسٹر کروا رہے ہیں۔cut motion دینے کا ہمارا یہ مقصد ہے کہ جس طریقے سے یہ پیسے خرچ کئے جا رہے ہیں اس پر ہمیں اعتراض ہے کہ اس کا یہ طریقہ کار صحیح نہیں ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے سال ڈسٹرکٹ پولیس کو 31997 ملین روپے دیئے گئے تھے لیکن اس سال ڈسٹرکٹ پولیس کے پیسے بھی cut کر دیئے گئے ہیں اور 8 ہزار ملین روپے کی اتنی بڑی lumpsum amount رکھ دی گئی ہے provision for Risk Allowance and Daily Allowance

جناب سپیکر: lumpsum کیا رکھا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! lumpsum amount رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کتنی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! 8۔ارب روپے ہے لیکن اس کا خرچ نہیں بتایا گیا۔ٹریننگ کے پیسے کم کر دیئے گئے ہیں اور ایک lumpsum amount رکھ دی گئی ہے۔یہ مناسب طریقہ کار نہیں ہے۔یہ اچھی پالیسی نہیں ہے۔اچھی پالیسی اور اچھا طریقہ کار یہ ہے کہ آپ اسے ہاؤس میں لا کر اس کی تفصیلات بتا کر جائیں۔میں اس میں ایک اور چیز دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں کہ پچھلے سال secret

service expenditure میں 31 ہزار ملین روپے تھے اور اس سال کم کر کے 7.9 ملین روپے کر دیا گیا ہے۔ کیا ہمیں intelligence gathering کی ضرورت نہیں رہی؟ secret service expenditure اس لئے کام آتا ہے کہ ہم human intelligence کے ساتھ مختلف ذرائع سے information اکٹھی کرتے ہیں اور پھر اس پر حکومت عملدرآمد کرتی ہے پھر اس کا کوئی سدباب ہو سکتا ہے اور ان دہشت گردی کے واقعات کو روکا جا سکتا ہے۔ اگر ہم تفصیل میں جائیں تو ایک ایک چیز پر بہت زیادہ ٹائم لگ جائے گا۔

جناب سپیکر! میرے علاقے میں پنجاب کے بارڈر ایریاز کے لئے بارڈر ملٹری پولیس ہے۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور اضلاع کے اندر tribal area کی ایک belt ہے۔ انگریزوں کے زمانے سے 1904 میں بارڈر ملٹری پولیس raise کی گئی تھی کہ وہ اس علاقے میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو کنٹرول اور پنجاب کے بارڈر کو protect کرے گی۔ آج کے دن تک اس کی 504 sanctioned seats ہیں لیکن ابھی 275 لوگ کام کر رہے ہیں اور آدھی فورس کی vacancies fill نہیں کی گئیں۔ میں نے پہلے بھی لاء اینڈ آرڈر پر بات کرتے ہوئے کہا اور مجھے کہا گیا تھا کہ یہ فوراً ہو جائے گا ابھی ہو رہا ہے وہ process چل رہا ہے لیکن ابھی تک بارڈر ملٹری پولیس کی vacancies fill نہیں ہوئیں۔ میں یہ دیکھ کر بہت حیران ہوتا ہوں کہ گھوڑ سوار کو آج بھی 50 روپے مہینہ گھوڑا الاؤنس دیا جاتا ہے۔ 50 روپے میں کونسا گھوڑا رکھا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: وہ کھلے چر لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: وہاں پر سڑکیں ہیں نہ راستے ہیں۔

جناب سپیکر: جنگل موجود ہیں وہ وہاں کھاتا رہے اسے کون پوچھتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس فورس کو ایک effective force بنانے کے لئے اسے seriously لیں۔ میں دیکھ کر حیران ہوتا ہوں کہ یہ نمبرز کہاں سے آتے ہیں؟ اس میں بارڈر ملٹری پولیس کے لئے arms and ammunition کے لئے صرف 5 لاکھ روپے کی رقم رکھی ہے۔ پانچ سو آدمیوں کی ایک فورس جو بلوچستان اور سرحد کے ساتھ پنجاب کے بارڈر کے دفاع کے لئے ہے اس کے اسلحہ کے لئے صرف 5 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں یہ نمبرز اپنی طرف سے نہیں بتا رہا بلکہ یہ صفحہ نمبر 888 پر charge expenditure of grants میں ہے۔

MR. SPEAKER: Very lucky page.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کے P.O.L charges کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ رکھا گیا۔ اس فورس کے پاس دو ٹرک، ایک بس اور چار ڈالے 1996 ماڈل کے ہیں جو on road ہونے کے قابل نہیں ہیں۔ پنجاب کا western بارڈر defend کرنے والی فورس کے ساتھ یہ حشر ہو رہا ہے۔ راجن پور میں بھی اسی طرح کی ایک ملٹری فورس ہے۔ راجن پور کی بارڈر ملٹری پولیس کی دو پوسٹیں جو کچی ایریا کے ساتھ لگتی ہیں اس کے لئے پنجاب پولیس نے کہا کہ اس کی دیکھ بھال ہم کریں گے تو پنجاب پولیس نے ان دو پوسٹوں کے لئے 900 کی نفری بھرتی کی لیکن پوری فورس جس کے 26 تھانے ہیں اس کے لئے 500 نفری ہے اور اس میں سے بھی آدھی سے زیادہ پوسٹیں خالی پڑی ہوئی ہیں۔ چونکہ ہمارے ہاں داڑھی رکھنے کا رواج ہے اس لئے چل کر دیکھیں کہ فورس میں جو لوگ ہیں وہ سفید داڑھی والے ہیں، کالی داڑھی والا کوئی نظر نہیں آتا کیونکہ recruitment نہیں ہو رہی۔ ریٹائرمنٹ ہو جاتی ہے لیکن نئی recruitment نہیں ہوتی، ان کو وسائل نہیں ملتے ان کی ٹریننگ کا کوئی انتظام نہیں ہے۔

جناب سپیکر! حکومت اس بجٹ سٹیٹمنٹ میں بتاتی ہے کہ ہماری ترجیحات کیا ہیں۔ ہماری ترجیحات میں یہ بارڈر ملٹری فورس جو کہ community policing کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ میں بارڈر ملٹری پولیس کے جن 26 تھانوں کا ذکر کر رہا ہوں ان 26 تھانوں کا سالانہ جرائم settled area کے ایک تھانے کے ایک ہفتے کے جرائم سے کم ہوتے ہیں کیونکہ اس میں ساری کمیونٹی involved ہوتی ہے لیکن اس فورس کو ignore کیا جا رہا ہے۔ میں پچھلے دور حکومت میں بھی اس

پر کافی کہتا رہا۔ ہم نے اس وقت اس پر ایک law بنا دیا تھا اور وہ law اس اسمبلی سے پاس ہو کر لاء اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کے درمیان shuttle cock بنا ہوا ہے، ادھر جا رہا ہے ادھر جا رہا لیکن ان کی recruitment نہیں ہو رہی۔ لہذا میری گزارش ہے کہ بارڈر ملٹری پولیس والے issue اور اسی طرح بلوچ لیویز فورس ہے وہ ایک شاہی فورس ہے۔ میں جو بارڈر ملٹری فورس کی 500 کی نفری بتا رہا ہوں یہ نفری peace time کے لئے ہے لیکن اس وقت ہمارے ملک میں ایک جنگ کا عالم ہے اور ہماری یہ فورس ہمارے بارڈر کو protect کرنے کے لئے ہے یہ جو پہاڑوں کے درمیان میں درے ہیں، جن سے یہ elements آ سکتے ہیں جو دہشت گردی کر سکتے ہیں اس کے لئے اس force نے کام کرنا ہے۔ اس سارے بجٹ کے اندر جو چیز بار بار ہمیں نظر آ رہی ہے کہ یہ ایک شہری علاقے کے لئے بجٹ ہے جس میں rural areas کو ignore کیا گیا ہے۔ یہ جو 43۔ارب روپے رکھے گئے ہیں یہ سارے پیسے لاہور، راولپنڈی، گوجرانوالہ اور فیصل آباد جیسے شہروں میں خرچ ہوں گے۔ ہمارے دیہاتی علاقوں میں خرچ نہیں ہوں گے۔ میرے حلقے میں تین تھانے ہیں۔ ان میں سے ایک تھانہ proper building کے اندر ہے، دوسرا انگریزوں کے زمانے کی چوکی میں ہے اور تیسرا تھانہ محکمہ ہائی وے کے ریسٹ ہاؤس کے اندر بنا ہوا ہے۔ ہمارے علاقے میں تو تھانے تک نہیں بن سکے، ان کے پاس proper اسلحے کی کمی ہے، نفری کی کمی ہے۔ ڈیرہ غازی خان ضلع کے اندر نفری کی کمی ہے۔ ہمارے ساتھ والے ضلع راجن پور اور مظفر گڑھ میں دریائی علاقے کا بہانہ بنا کر بے تحاشہ نفری بھرتی کی گئی ہے۔ مہربانی کر کے ان 43۔ارب روپے میں سے ہمارے ضلع کے لئے بھی کچھ دے دیں۔

جناب والا! میں نے ایک اور گزارش کی تھی کہ ہمارے ہاں V.I.Ps کی security کو بہت زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے۔ ہمارے ڈیرہ غازی خان میں محرم کے چہلم کے جلوس کے موقع پر حادثہ ہوا تھا۔ اس وقت جلوس کے ساتھ تقریباً چار پانچ پولیس والے تھے جبکہ ہم یہاں دیکھتے ہیں کہ ہمارے وزراء صاحبان کے آگے پیچھے دو دو ایلیٹ فورس کی گاڑیاں ہوتی ہیں۔ دو گاڑیاں ان کے پیچھے ہوتی ہیں اور دو گاڑیاں ان کے آگے ہوتی ہیں۔ شاں شوں، ٹوں ٹاں چل رہی ہوتی ہیں۔ پہلے جب میں نے یہ بات ہاؤس کے floor پر اٹھائی تھی تو اس وقت وزیر قانون صاحب نے commitment دی تھی کہ آئندہ یہ چیز نہیں ہو گی۔ میں وزیر قانون صاحب کو آپ کی وساطت سے پھر سے یاد دلاؤں گا۔ وزیر قانون

صاحب! ہمارے وزراء کے آگے پیچھے ایلیٹ فورس کی گاڑیاں چل رہی ہیں۔ آپ کی وہ commitment پوری نہیں ہوئی۔ میرے خیال میں اس میں میری assurance motion بھی بنتی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کا تعلق بھی ایک اچھے قبیلے سے ہے تو ایسی چیزوں کو ذرا skip کر دیا کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں Border Military Police کے لئے ہی تو یہ ساری باتیں کر رہا ہوں۔ بجائے اس کے کہ گاڑیاں escort کر رہی ہوں وہ اس force کو مل جائیں۔ اس طرح یہ force اس صوبے کے دفاع کے لئے کچھ کر سکے گی۔ میری یہی گزارش تھی۔ میرا مقصد کسی پر attack کرنے کا بالکل نہیں ہے۔ میں ایک چیز آپ کے نوٹس میں لا رہا تھا کہ اس اتنی بڑی force کے پاس صرف چار ڈالے ہیں۔ پانچ سو آدمیوں کی نفری جو کہ ہمارا western border protect کر رہی ہے ان کے پاس صرف چار ڈالے ہیں اور وہ بھی 1996 کے ہیں جو کہ اس وقت سڑک پر آنے کے قابل نہیں ہیں۔ ان کی دیکھ بھال اور مرمت کے لئے تو اس بجٹ میں کچھ نہیں رکھا جا رہا۔ اس پوری force کے لئے اسلحہ کی مد میں صرف پانچ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ ابھی مجھے شیر علی خان صاحب نے بتایا ہے کہ ان کے حلقے میں نیا اسلام آباد ایئرپورٹ کا تھانہ ہے جو کہ بغیر عمارت کے ہے تو ایسے سینکڑوں تھانے ہیں جو کہ بغیر عمارت کے ہیں۔

جناب والا! ہم نے جو پیسے intelligence کے لئے رکھے تھے ان کو cut کر دیا گیا ہے۔ اب اس رقم سے افسران کے لئے نئی جیپیں یا گاڑیاں آ جائیں گی جس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ہم اسی لئے اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اس وقت ملک کے اندر جو حالات ہیں ان کے مطابق تو ہمیں security and law and order کے اوپر زیادہ پیسے خرچ کرنے کی ضرورت ہے لیکن اس رقم کا استعمال بہتر ہونا چاہئے۔ اس پیسے کو استعمال کرنے کا جو طریقہ ہے اس پر ہمیں اعتراض ہے۔

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ہماری اس کٹوتی کی تحریک کو مان لیا جائے، اس کی ترجیحات دوبارہ بیٹھ کر مرتب کی جائیں اور مطالبہ نمبر PC-21013 بسلسلہ مد "پولیس" کی رقم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہماری طرف سے یہ جو تحریک پیش کی گئی ہے اس کی وجوہات بھی میرے ساتھیوں نے بیان کی ہیں۔ میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ پولیس کے لئے جو اتنی بڑی رقم مانگی گئی ہے اس کی مخالفت کرنے کی چند وجوہات ہیں۔ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ پچھلے دنوں دہشت گردی کے جو واقعات ہوئے ان میں پولیس کے چھوٹے cadre کے لوگوں نے بڑی جانفشانی اور جوانمردی کے ساتھ encounters کئے اور کچھ لوگوں نے شہادت بھی پائی لیکن overall پولیس کی مد میں رکھا گیا بجٹ misuse ہوتا رہا ہے۔ اصل میں ان کے attitude کا problem ہے۔ ان کی training میں کمی ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہمارے ممبران کی طرف سے زیادہ تر تحاریک استحقاق پولیس کے خلاف آتی ہیں۔ یہ 290 کے قریب elected لوگ ہیں، ان کو سارا صوبہ پنجاب جانتا ہے، پولیس والے پہچانتے ہیں لیکن پھر بھی پولیس ان کے ساتھ غلط رویہ اختیار کرتی ہے اور پھر بعد میں ہمارے وزیر قانون صاحب کو ان کے لئے کام کرنا پڑتا ہے۔ اگر شروع میں ہی پولیس کی training صحیح انداز سے کی گئی ہوتی تو آج ہم اس demand کی مخالفت نہ کرتے۔

جناب والا! road side robberies اس قدر زیادہ ہو چکی ہیں کہ لاہور جیسے شہر میں دو گھنٹے کے اندر اندر ایک ڈکیتی ہو رہی ہے۔ دیہی علاقوں کی سڑکوں پر تو باقاعدہ ناکے لگا کر لوگوں کو لوٹا جاتا ہے یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے vendors یا سائیکلوں پر سبزیاں بیچنے والوں کو بھی لوٹ لیا جاتا ہے۔ دیہی علاقوں اور چھوٹی چھوٹی سڑکوں پر پولیس کی کارکردگی بالکل صفر ہو چکی ہے۔ چونکہ یہ رقم صحیح استعمال نہیں ہو پاتی اس لئے اس کو رد کیا جائے اور یہ demand منظور نہ کی جائے۔

جناب والا! ٹرانسپورٹ کی مد میں 6۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ لوگوں کا عام طور پر یہ تاثر ہے کہ تھانوں، چوکیوں اور پولیس کے بڑے بڑے افسروں کے گھروں میں چوری کی گاڑیاں استعمال ہو رہی ہوتی ہیں۔ سارے صوبے کی چوری کی گاڑیاں تو پولیس والوں کے زیر استعمال ہوتی ہیں اس لئے ٹرانسپورٹ کے لئے اتنی زیادہ رقم رکھنے کی ضرورت نہیں ہے لہذا اس کو کم کیا جائے۔

جناب والا! اسی طرح کھانے کی مد میں رقم رکھی گئی ہے۔ کھانے کے لئے اگر رقم دینی ہی ہے تو وہ تھانے اور پولیس چوکیوں کے قریبی ہوٹلوں کو دی جائے کیونکہ پولیس والوں کے لئے مفت میں کھانا

توان ہوٹلوں سے جاتا ہے۔پولیس میں اس قدر misuse of funds ہوتا ہے کہ جس کی کوئی مثال نہیں۔اس کے ساتھ ساتھ میں یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ پولیس کی ٹریننگ کے لئے رقم میں کمی کر دی گئی ہے۔اگر واقعی صحیح مقصد کے لئے پیسے لگانے مقصود تھے تو پولیس کی ٹریننگ پر لگائے جاتے۔پچھلے سال ٹریننگ کے لئے جتنی رقم رکھی گئی تھی اس دفعہ اس کو بڑھایا جانا چاہئے تھا۔اس عمل سے ان کے ارادوں کا پتا چلتا ہے۔اس سے ان کے رویوں کا علم ہوتا ہے۔اگر کوئی حکومت یا انتظامیہ کسی معاملے میں بہتری لانے میں interested ہوتی ہے تو اس کے administrative steps سے اس بات کا پتا چل جاتا ہے کہ وہ واقعی ایسا کرنا چاہتے ہیں۔یہ جو ترتیب دی گئی ہے اس ترتیب سے پتا چلتا ہے کہ اس رقم کو استعمال کرنے کی نیت صحیح نہیں ہے اس لئے میں آپ اور ہاؤس سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے ساتھیوں کی پیش کی گئی تحریک کو منظور کیا جائے اور اس demand کو رد کیا جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: آپ میں سے مزید کسی ممبر نے بات کرنی ہے؟

جناب شیر علی خان: نہیں، Go ahead.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: ابھی تو آپ کی طرف سے "No" کی آواز آئی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہماری طرف سے صرف وہی ممبر بات کریں گے جن کے نام فہرست میں دیئے گئے ہیں out of list کوئی بات نہیں کرے گا۔

جناب سپیکر: مجھے پتا ہے کہ ان کا نام شامل ہے۔

سینئر وزیر /وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! چونکہ اس تحریک پر باقی دوستوں کے علاوہ قائد حزب اختلاف نے بھی بات کر لی ہے تو ان کے احترام کی وجہ سے اب اخلاقاً نہیں چاہئے کہ ان کے بعد کوئی دوسرا ممبر بات نہ کرے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! سینئر منسٹر صاحب نے جس طرح ارشاد فرمایا ہے ہم ان کے کہنے کو honour کرتے ہیں۔ہم نے اس کٹوتی کی تحریک پر بات کرنے کے لئے

ترتیب سے نام دیئے ہیں۔ اس میں concluding والا تو کوئی tradition نہیں ہے۔ میں کسی بھی وقت بات کر سکتا ہوں، پہلے کر لوں یا آخر میں کر لوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں نے تو پہلے پوچھا ہے، شیر علی صاحب بیٹھے ہیں وہ گواہ ہیں۔ انھوں نے کہا ہے کہ جی، آگے چلیں۔

جناب شیر علی خان: جی ہاں، آپ نے پوچھا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): چلیں، ٹھیک ہے جیسے آپ کا حکم۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ صاحب! تشریف رکھیں۔ میں ایک منٹ کے بعد آپ کو floor دیتا ہوں۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب! آپ کھاد کے بارے میں کچھ بتانا چاہتے تھے؟

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہاں ہاؤس میں بڑی تلخی کی حد تک ایک issue پر بات ہو رہی تھی۔ میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ربیع فصل کے لئے جب کھاد کی عدم دستیابی وجود میں آئی تو وزیر اعظم پاکستان نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلے پر سوچا تھا اور 3 تاریخ کو کیبنٹ میٹنگ بلائی تھی جہاں اور اہم مسائل بھی تھے لیکن کھاد کی فراہمی بھی زیر بحث رہی بلکہ وزیر اعظم صاحب نے سب سے زیادہ وقت اس issue کو دیا تھا۔ اس میں مرکزی وزیر پیداوار نے کچھ اپنی تجاویز پیش کی تھیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے میں نمائندگی کر رہا تھا، وزیر اعلیٰ سرحد اور سندھ کے چیف منسٹر بھی موجود تھے۔ سب نے یہ کہا تھا کہ زیادہ ذمہ داری پرائیویٹ سیکٹر کو دی جائے کیونکہ سرکاری دفتروں میں لال فیتے کی لعنت چل رہی ہے اس کی وجہ سے پچھلی فصل کے موقع پر بھی بہت دقت پیش آئی تھی۔ لوگوں نے ٹرک لوٹ لئے تھے اور ڈرائیوروں کو بھی مارا تھا کیونکہ کاشتکاروں کی بہت بُری حالت تھی۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے وزیر اعظم نے کابینہ کے اجلاس میں بہت اچھے فیصلے کئے تھے۔ اس میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ سرکاری مداخلت کم ہو اور زیادہ ذمہ داری پرائیویٹ سیکٹر کو دی جائے۔ ویسے بھی خریف کی فصل کے لئے تقریباً 26 لاکھ ٹن کھاد کی ضرورت ہوتی ہے جس میں سے پاکستان کے اندر 22 لاکھ ٹن private sector produce کرتا ہے اور 6 لاکھ ٹن باہر سے import کرنی پڑتی ہے۔ وزیر اعظم چاہتے تھے کہ سرکاری

مداخلت کم ہو TCP کی مداخلت کم ہو اور پرائیویٹ سیکٹر کو import کرنے کی اجازت دی جائے۔ان کے اس فیصلے کی کابینہ نے تائید کی تھی لیکن پھر 16 تاریخ کو وزیر پروڈکشن نے وزیراعظم کو پھر درخواست کی جس پر یہ issue reopen کیا گیا کہ کھاد پرائیویٹ سیکٹر import نہ کرے اور ہم import کریں گے یعنی TCP import کرے گی۔اس میں پنجاب کا مؤقف میں نے پیش کیا تھا۔میں اس ہاؤس کو آپ کی وساطت سے بتانا چاہتا ہوں۔سرکاری محکمے کے پاس dealers نہیں ہیں جو کہ کھاد کی ترسیل کاشتکار تک کر سکیں گے۔ پرائیویٹ سیکٹر میں 8ہزار سے زیادہ dealerships ہیں اور تقریباً 5ہزار dealerships صرف پنجاب میں ہیں۔ میں نے اس وزیر صاحب سے یہ پوچھا تھا کہ آپ کے پاس صرف 215 ڈیلرز ہیں۔اگر تحصیل کا ایک ایک ڈیلر بھی count کر لیا جائے تب بھی آپ supply نہیں کر سکتے۔215 ڈیلر تو سارے پاکستان میں ہیں اور پنجاب کے حصے میں 100 یا 120 آ جائیں گے۔ میں نے ان سے کہا ہم تو تحصیل کی سطح پر بھی ڈیلر نہیں دے سکتے۔ وزیراعظم صاحب نے میرے اس موقف کی تائید کی تھی لیکن وزیر پروڈکشن بضد رہے اور انہوں نے پھر سے یہ منوایا کہ جو 6لاکھ ٹن کھاد import کرنی ہے وہ سرکاری طور پر T.C.P کے ذریعے import کی جائے اس میں ہم پھر ان مشکلات کا سامنا کریں گے۔ میں آپ کی وساطت سے اس ایوان سے یہ پوچھتا ہوں، ان کو یاد ہوگا کہ پچھلی دفعہ ربیع کی فصل کے لئے یوٹیلٹی سٹورز پر وزیر پروڈکشن نے کھاد بیچنے کا فیصلہ کیا تھا۔اب یوٹیلٹی سٹور والے دالیں اور چاول بیچیں گے یا کھاد بیچیں گے، ان کے پاس تو اتنی capacity نہیں ہے۔آپ کو یاد ہوگا کہ ان پر حملے ہوئے تھے اور یوٹیلٹی سٹورز کے عملے کو مارا گیا تھا، وہ حالات سب کو یاد ہیں۔ وزیر اعظم صاحب نے اس چیز کا نوٹس لیا اور ان سے کہا ہے کہ یا تو آپ dealerships بڑھائیں گے یا پھر ہم اسے پرائیویٹ سیکٹر کے ذریعے تقسیم کریں گے۔ ہم نے بڑی کوشش کی ہے ان کے پاس وقت نہیں ہے اور مونجی کی کاشت ہمارے سر پر آ گئی ہے ہماری کھاد کی ضرورت موجود ہے اور وزیر موصوف ابھی تک اسے import کر رہے ہیں۔اس وجہ سے یہ دقت آ رہی ہے جس کی نشاندہی ہمارے ایم پی ایز صاحبان نے کی ہے لیکن وزیراعظم صاحب نے اس کا بڑی سختی سے نوٹس لیا ہے اور انہوں نے یہ ہدایت جاری کی ہے کہ بغیر وقت ضائع کئے ایل سی فوری کھولی جائے۔اس وقت وزیر خزانہ بھی بیٹھے ہوئے تھے ان کو بھی ہدایت کی گئی کہ ایل سی کھولنے میں کوئی دقت پیش نہیں آنی چاہئے۔امید کی جاتی ہے کہ اسی مہینے

کے آخر تک کچھ نہ کچھ ٹرک آ جائیں گے۔یہاں میں آپ کی وساطت سے وضاحت کرنا چاہوں گا کہ یہ حکومت پنجاب کا فرض ہے کہ strategic stock کم از کم اڑھائی لاکھ ٹن یوریا کا رکھنا چاہئے لیکن میں نے اس میٹنگ میں وزیر اعظم صاحب کے سامنے انکشاف کیا تھا اور وہ خود اس چیز پر حیران ہوئے تھے کہ اس وقت ان کے پاس صرف 74ہزار ٹن ہے۔یہ جو صورتحال ہے اس میں صرف اس وزیر کی کوتاہی ہے۔ورنہ وزیر اعظم صاحب اس چیز میں سنجیدہ ہیں اور وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس کمی کو بھی پورا کیا جائے،کاشتکار کو بھی اس فصل پر وہ تکلیف نہ ہو جو ربیع میں ہوئی تھی۔باقی جو کوٹے کی بات کی گئی ہے وہ غلط فہمی ہے اس میں کسی کا کوئی کوٹا نہیں ہے۔پنجاب کے ہر ضلع کی ضرورت بمطابق کاشتہ رقبہ مرکز کو پہنچا دی گئی ہے۔میں باقی صوبوں کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہر ضلع اور تحصیل میں جس کمپنی سے کھاد جس ڈیلر تک پہنچی ہے اس کا data حکومت پنجاب اکٹھا کر رہی ہے۔آپ آج میرے ساتھ چلیں میں آپ کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں۔کسی کو ہم کوٹا میں نہیں جانے دیں گے۔ بہت شکریہ(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:جی،وزیر قانون!

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔جناب سپیکر!میں چودھری ظہیر الدین صاحب قائد حزب اختلاف،جناب محمد محسن خان لغاری صاحب،محترمہ آمنہ الفت صاحبہ،محترمہ سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے یہ cut motion پیش کر کے صوبے میں جو امن عامہ کی صورتحال ہے اس پر thrash کیا۔میں اس بات پر بھی مشکور ہوں کہ گردیزی صاحبہ کو حکومت کی حالت پر کافی ترس آتا ہے اور انہیں ہمدردی ہے۔انشاء اللہ آنے والے وقتوں میں اس ہمدردی میں اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر!ان معزز اراکین نے جب اس cut motion پر بحث کرتے ہوئے امن عامہ کی صورتحال پر improvement کی تو کوئی تجویز نہیں دی۔انہوں نے صرف اور صرف پولیس کی

کارکردگی کے اوپر یا بعض پائے جانے والے نقائص کی نشاندہی کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ تقریباً ڈیڑھ سال سے انہیں واسطہ نہیں ہے اور در اصل وہ اپنے دور حکومت کے زمانے کی پولیس کو سامنے رکھ کر تنقید کرتے رہے ہیں جبکہ اس ایک سال میں بہت سی بہتری ہم لائے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ پولیس کی کارکردگی میں جو دو بنیادی factors ہیں کہ جن کی وجہ سے اس کی کارکردگی improve ہو سکتی ہے یا improve کیوں نہیں ہوئی، وہ سب سے پہلا induction factor ہے کہ پولیس میں لوگ کس طریقے سے داخل ہوں اور وہ کس طریقے سے اس محکمے میں آئیں۔ اگر پولیس میں لوگ رشوت دے کر اور سفارش کروا کر بھرتی ہوں تو پھر ان سے اس کے بعد کیا توقع کی جا سکتی ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

اس مرتبہ ہم نے یہ ensure کیا ہے، میں پچھلے ادوار کی بات کرتا ہوں، انہیں ہدف تنقید بناتا ہوں اور نہ ہی میں سمجھتا ہوں کہ یہ موقع ہے لیکن میں on the floor of the House پورے دعوے کے ساتھ یہ بات کرتا ہوں کہ اس سال میں جتنی induction جتنی بھرتی پولیس میں ہوئی ہے اس میں ایک آدمی بھی کسی سفارش پر اور نہ ہی otherwise طریق کار کے مطابق induct ہوا ہے۔ جو کانسٹیبل بھرتی ہوئے ہیں وہ purely on merit ہوئے ہیں اور اس بات کو اس حد تک ensure کیا گیا ہے کہ ایک case میں D.S.P نے جو کہ وہاں پر قائم مقام D.P.O تھا، اس نے اپنے بیٹے کو بھرتی کروانے کے لئے غلط ڈومیسائل داخل کیا تو اس کے خلاف بھرپور ایکشن کیا گیا۔ باقی اس میں A.S.Is بھرتی کئے گئے ہیں اپوزیشن لیڈر کی شاید knowledge میں نہیں ہے کہ وہ تمام کے تمام پبلک سروس کمیشن نے پولیس میں انہیں induct کیا ہے۔ یہ بنیادی ایک بات تھی جسے ہم نے 100 فیصد ensure کیا ہے کہ جتنی بھرتی ہوئی ہے وہ میرٹ پر ہوئی ہے اور آئندہ بھی میں اس معزز ایوان کو on behalf of the government اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ تمام محکمہ جات میں بالعموم اور محکمہ پولیس میں بالخصوص بھرتی میرٹ پر ہو گی۔ کوئی سفارشی نہیں ہو گی اور کوئی corrupt measure نہیں ہو گا تاکہ جو لوگ اس محکمہ میں میرٹ کے اوپر آئیں اور وہ میرٹ کے اوپر کام کر کے اپنی ڈیوٹی سر انجام دیں۔

جناب سپیکر! دوسرا ٹریننگ کا معاملہ ہے اور اس کی میرے بھائی نے نشاندہی کی ہے کہ اس میں پیسے کم کئے گئے ہیں تو یہ درست نہیں ہے۔ بعض مدات میں پیسے کم کئے گئے ہیں لیکن بعض میں پیسے بڑھائے گئے ہیں اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اب پولیس کی تمام ٹریننگ Elite pattern کے اوپر ہو گی جس طرح سے پہلے Elite Force کی ٹریننگ ہوتی ہے اسی طرح سے تمام پولیس کو trained کیا جائے گا اور Elite Force کو آرمی کے commando pattern پر trained کیا جائے گا۔ باقی انہوں نے بارڈر سکیورٹی فورس کے متعلق بات کی ہے، جہاں انہوں نے بات کی کہ دو گاڑیاں ہیں، ایک ٹرک ہے اور وہ 15 سال پرانے ہیں اب ان میں 8 سال تو ان کے آتے ہیں تو اس عرصے میں انہیں بدلنے کی توفیق نہیں ہوئی لیکن ہم نے بارڈر سکیورٹی فورس کا ایک سپیشل ونگ جو کہ Elite Force پر ہی مبنی ہو گا اس کو ہم تیار کر رہے ہیں تاکہ بارڈرز کی بہتر انداز میں سکیورٹی ہو سکے اور ہم نے اس وقت کی کمی کو رینجرز سے پورا کرنے کا فیصلہ کیا ہے یعنی ہمارا بارڈر جو صوبہ سرحد اور بلوچستان سے لگتا ہے اس پر ہم نے رینجرز کو deploy کیا ہے تاکہ ادھر سے دہشت گردوں کی آمد کا جو خدشہ ظاہر کیا جاتا ہے اس کو بہتر طور پر چیک کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ 8۔ارب روپے کا جو Risk Allowance ہے اس کے متعلق انہوں نے بات کی ہے۔ اس کا total impact آٹھ ارب روپے نہیں ہے۔ پچھلے سال پولیس کا بجٹ 39۔ارب something تھا اور اس مرتبہ 43۔ارب ہے یعنی 4۔ارب روپے کا اس میں اضافہ ہوا ہے کیونکہ ہم نے اس Risk Allowance کا اضافہ کرتے وقت دیگر بہت سارے allowances withdraw کر لئے ہیں اور اس کا تقریباً 65 percent load پڑا ہے اور باقی allowances withdraw کرنے سے کوئی 35 فیصد رقم کم ہوئی ہے تو اس لئے اس کا total impact آٹھ ارب روپے نہیں بلکہ اس سے کم ہے۔ انہوں نے secret services کے متعلق کہا کہ intelligence sharing کے لئے پیسے کم کر دیئے گئے ہیں، ایسا نہیں ہے بلکہ secret services میں وہ پیسا جس کا کوئی حساب کتاب نہیں ہوتا تھا اس کو ہم نے کم کیا ہے کیونکہ اس میں زیادہ پیسا غلط طور پر خرچ کیا جاتا تھا۔

جناب سپیکر! انہوں نے آخر میں ایک بات کی ہے کہ V.I.P لوگوں کی سکیورٹی کے لئے زیادہ خرچ کیا جاتا ہے اور عام آدمی پر کوئی دھیان نہیں دیا جاتا۔ ایسا نہیں ہے جو لوگ دہشت گردوں کی ہٹ لسٹ پر ہیں یا جن لوگوں کو threat ہے ان لوگوں کو یہ سکیورٹی دی جا رہی ہے اور اس میں یہ اعتراض بالکل غلط ہے کہ وزراء کے پاس Elite Force ہے، کسی منسٹر کے پاس Elite Force نہیں ہے۔(قطع کلامیاں)

بھئی! میں on the floor of the House یہ بات کر رہا ہوں اگر آپ کے پاس کوئی information ہے تو آپ اس کو سامنے لائیں نعرے لگانے سے تو کوئی بات نہیں بنے گی۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: معزز طریقہ اختیار کیا جائے شکریہ۔ جی، آپ تشریف رکھیں انہیں بولنے دیں۔ جب floor آپ کے پاس آئے گا تو پھر آپ بات کیجئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ سردار دوست محمد کھوسہ صاحب کا نام لینے جا رہے ہیں ان کو صرف in the capacity of Ex Chief Minister Elite Force کے 4 آدمی دیئے گئے ہیں۔ دوسرے منسٹرز کے ساتھ ordinary police کے لوگ گارڈز کی ڈیوٹی کرتے ہیں لیکن اب ذرا جرأت پیدا کریں اور جس طرح پہلے نعرے لگائے ہیں اس بات کے اوپر بھی شیم شیم کے نعرے لگائیں کہ چودھری پرویز الٰہی کو Elite Force کے 22 گارڈز مہیا کئے گئے ہیں اور دو وہیکلز، یہ Elite Force چودھری صاحب کی بطور Ex Chief Minister Punjab حفاظت کرتی ہے اور اس کے علاوہ ان کی فیملی کی حفاظت کے لئے 86 آدمی دیئے گئے ہیں لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب ہیں اس لئے انہیں threat ہو سکتی ہے لہذا یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان کی حفاظت کریں۔ انہیں bullet proof گاڑی بھی دی گئی ہے جس گاڑی کا یہ بہت واویلا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس معزز ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ پولیس کے لئے جو 43۔ ارب روپیہ رکھا گیا ہے اس کا ایک ایک پیسا انتہائی غور و فکر، عرق ریزی اور لوگوں کے مال، جان، عزت اور کاروبار

کی حفاظت کو مد نظر رکھ کر خرچ کیا جائے گا اور ہم اس بات کو ensure کریں گے کہ یہ صوبہ امن کا گہوارہ بنے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس cut motion کو مسترد کر دیا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انہوں نے ملٹری پولیس کے بارے میں تو کوئی بات ہی نہیں کی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے ملٹری پولیس کے بارے میں بات کی ہے اس وقت میرے یہ دوست شاید پانی پینے کے لئے باہر تشریف لے گئے تھے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے سابق وزیر اعلیٰ کی سکیورٹی کے حوالے سے بات کی ہے یہاں ذرا بتا دیں کہ سابق صدر کے لئے کیا سکیورٹی ہے؟ ہمارے اس شہر میں ایک صدر سردار فاروق خان لغاری صاحب بھی رہتے ہیں انہیں کوئی Elite Force Escort نہیں ملتی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی محسن لغاری صاحب ایوان سے باہر گئے ہوئے تھے میں ان کی خدمت میں دوبارہ عرض کر دوں کہ بارڈر ملٹری پولیس کی سمری approve ہو گئی ہے، ہم اس کا back up کر رہے ہیں، سر دست ہم نے رینجرز کو deploy کیا ہے تاکہ انہوں نے جس کمی کا ذکر کیا ہے وہ کمی پوری ہو سکے۔ باقی سابق وزیر اعلیٰ، سابق گورنر، سابق صدر اور سابق وزیر اعظم کو گورنمنٹ as V.I.P security دینے کی پابند ہے لیکن اب ان کے اوپر منحصر ہے کہ اگر کوئی صاحب سکیورٹی نہ لینا چاہیں تو انہیں زبردستی سکیورٹی تو نہیں دی جا سکتی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بارڈر ملٹری پولیس کے لئے اس میں پیسے نہیں رکھے گئے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے سمری بنا دی ہے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! نکتہ وضاحت پر اجازت ہو گی؟

جناب سپیکر: سردار صاحب نکتہ وضاحت پر ہیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس issue پر وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے خالی پوسٹوں پر بھرتی کرنے اور ان کی

تنخواہیں revise کرنے، ان کے House Allowance بڑھانے کی منظوری دے دی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے cut motion پیش کرنے والے صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آٹھ سال تو ان کی حکومت رہی ہے اس سے پہلے بھی انہی کی حکومت رہی ہے یہ اس وقت پیپلز پارٹی میں ہوا کرتے تھے ان کے ہی خاندان کے سردار صدر پاکستان تھے اور اگر یہ چیزیں کرنا چاہتے تھے تو یہ ان کا اختیار تھا لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ان کے pay scale revise کئے ہیں اور خالی پوسٹوں پر بھرتی کرنے کی منظوری بھی دے دی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک تو میری گزارش یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں کی گئی ہیں تو پھر یہ بجٹ میں کیوں نہیں رکھی گئیں؟ دوسرا سردار صاحب میرے والد صاحب سے بھی بزرگ ہیں اور بار بار مجھے یاد کراتے ہیں کہ میرے والد صاحب بھی ان کی عزت کرتے ہیں اور میں بھی ان کی بہت عزت کرتا ہوں۔ صدر پاکستان کا بارڈر ملٹری پولیس کی تنخواہیں بڑھانے کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا۔ اگر یہ point scoring issues چلتے رہیں گے تو پھر سارا دن یہی ہو گا۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں حوالہ دے رہا ہوں یہ جوان شاید بھول جاتے ہیں کہ وہ بے شک مرکز کے صدر تھے، صوبے میں انہی کی حکومت تھی۔

جناب سپیکر! میں آپ سے ایک اور درخواست کروں گا کہ یہ کہلاتے تو تجربہ کار ہیں کہ پچھلے tenure میں بھی یہ پانچ سال رہے ہیں۔ یہ کبھی لاء منسٹر سے اور کبھی مجھ سے direct مخاطب ہوتے ہیں، انہیں direct مخاطب نہیں ہونا چاہئے۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: میں صبح سے آپ ہی کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ جب آپ کو floor ملے گا تو آپ اس وقت بات کر لیجئے اب مناسب نہیں ہے۔ دیکھیں، ٹائم دیکھیں آپ۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں صاحب نہیں ہوں، میں خاتون ہوں۔ انہوں نے مجھے یہ کہا ہے کہ جس صاحب نے یہ cut motion پیش کی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ آپ کی بات نہیں کر رہے تھے آپ کو ایسے ہی لگا ہے۔ آپ کے متعلق انہوں نے کوئی بات نہیں کی۔ جی محترمہ! آپ تشریف رکھیں اور مجھے سوال put کرنے دیں۔ PC-21013 cut motion پر بات ہو گئی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ:

"43۔ارب 22کروڑ 30لاکھ 93ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر PC-21013 پولیس کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ

"ایک رقم جو 43۔ارب 22کروڑ 30لاکھ 93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21015

جناب سپیکر: جی، اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21015 پیش کریں گے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 21۔ارب 26کروڑ 71لاکھ 74ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 21- ارب 26 کروڑ 71 لاکھ 74 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر PC-21015 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الٰہی، جناب طاہر اقبال چودھری، جناب محمد شفیق خان، جناب شیر علی خان، جناب خرم نواب، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، میاں شفیع محمد، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ عائشہ جاوید، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ آمنہ جہانگیر، محترمہ سیمل کامران اور انجینئر شہزاد الٰہی، جی، محترمہ عائشہ جاوید!

محترمہ عائشہ جاوید: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"21- ارب 26 کروڑ 71 لاکھ 74 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21015 تعلیم کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"21- ارب 26 کروڑ 71 لاکھ 74 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21015 تعلیم کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

MINISTER FOR EDUCATION (Mian Mujtaba Shuja Ur Rehman): I oppose it.

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سینئر وزیر!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!پاکستان پیپلز پارٹی کا کارکن ہونے کے ناتے میرا یہ فرض بنتا ہے کہ فاروق لغاری صاحب کا یہاں پر نام آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ہی کے دن میں یہ بھی لکھا جائے جو میں کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے صدر فاروق لغاری کو صدر بنایا تھا۔ محترمہ بے نظیر بھٹو اس وقت پنجاب کی پارلیمانی پارٹی میں آئیں اور جب انھوں نے صدر فاروق لغاری کے نام کا اعلان کیا تو ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے لیکن بدقسمتی سے اسی صدر فاروق لغاری نے پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت توڑی۔ ہم آج بھی اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔(شیم شیم)

جناب سپیکر: ماشاء اللہ آپ سینئر منسٹر ہیں۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو ساتھی یہاں پر موجود نہیں ہوتا تو اکثر اس کے متعلق یہاں بات کرنے سے اجتناب کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ہم تو یہی کہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!فاروق لغاری صاحب یہاں پر قائد حزب اختلاف بھی رہے ہیں اور اس ایوان کے حوالے سے بھی ان کا اپنا status اور مقام تھا۔ ان کی سیاسی باتیں میڈیا اور دوسری ساری چیزیں چلتی رہتی ہیں۔ اس وقت جو ہو رہا ہے تو اگر ہم سے accept کیا جاتا ہے کہ ہم according to rules رہیں اور قواعد کے مطابق چلیں تو میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ حکومتی بنچوں کی طرف سے بھی یہی attitude ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ میری یہ بھی گزارش ہے کہ ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے اور ریکارڈ کا حصہ نہ بنایا جائے۔ شکریہ(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: انھوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی ہے۔ اگر کوئی نازیبا الفاظ ہوں تو میں خود ہی کہہ دیتا ہوں۔ جی، محترمہ عائشہ جاوید!

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین چودھری محمد شفیق کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محترمہ عائشہ جاوید: جناب چیئرمین! میں Chair تو address کو کر رہی ہوں لیکن اس وقت افسوس سے یہ کہنا پڑے گا کہ ایسے محکمے کے متعلق ہم لوگ بات کرنے جا رہے ہیں جس کا سرے سے منسٹر ہی

نہیں ہے اور ڈیڑھ سال گزرنے کے بعد اس کی importance یہ ظاہر ہوتی ہے کہ اس کی منسٹری بھی ایک ایسے قابل شخص کو دی گئی ہے جن پر already کافی منسٹریوں کا بوجھ ہے تو بہت unfortunate situation ہے جو مزید آگے نہیں چلنی چاہئے۔ اس کو oppose کرنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہماری تعلیم کا standard جو گرتا جا رہا ہے ہم اس کو discuss کرنا چاہ رہے ہیں کہ آپ نے اس کے لئے جو پیسے رکھے ہیں میرا نہیں خیال کہ وہ کہیں خرچ کرتے ہمیں نظر آ رہے ہیں یا آپ لوگوں کی پالیسیاں ہمیں درست سمت میں جاتی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا اور بہت اچھے الفاظ استعمال کئے کہ knowledge based economy پر یہ believe کرتے ہیں۔ میں اس کو تھوڑا سا آگے بڑھاؤں گی کہ knowledge based economy جو ہے It is always complimented by evidence based policy implementation آپ اپنی کسی بھی پالیسی کو جب تک implement نہیں کریں گے وہ useless ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہماری پچھلی حکومت نے تعلیم کے میدان میں بہت کام کیا۔ اگر صرف مخالفت برائے مخالفت کی جائے تو یہاں مخالفت کرنے کی بھی کوئی انتہا نہیں جو کہ گاہے بگاہے ہمیں نظر آتی رہتی ہے۔ ہم لوگوں نے میٹرک تک تعلیم عام کی اور اسے مفت کیا۔ کوشش تو یہ ہونی چاہئے تھی کہ اس کو مزید آگے بڑھایا جاتا اور جتنا ممکن ہو سکتا اس کو آگے لے کر جاتے لیکن بد قسمتی سے ایسا نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ محکمہ تعلیم میں کئی مثالیں ہمارے سامنے آئی ہیں جس کا آگے جا کر ذکر کرتے ہیں۔ ایجوکیشن بجٹ کو آپ لوگوں نے 18 percent slash کیا ہے میرا خیال ہے کہ اس کو آپ بالکل ہی slash کر دیں تو فرق کوئی نہیں پڑے گا کیونکہ وجہ یہ ہے کہ اس وقت ٹوٹل implementation zero ہے اور مفت کتابیں جو ہم لوگوں نے شروع کی تھیں اس کو discontinue کر دیا گیا ہے جو نہایت نامناسب قدم ہے۔ آپ لوگوں کے منسٹر یہاں cheating کرتے ہوئے پکڑے جاتے ہیں۔ بجٹ میں missing facilities کا ذکر ہوا اور میرا نہیں خیال کہ اس وقت ایسی کوئی چیزیں ہیں جو کہ ضروری ہیں۔ یہاں پر ذکر ہو رہا ہے کہ آگے ایئر کنڈیشنز کمپیوٹر لیب دی جائیں گی تو جن سکولوں کی دیواریں اور چھتیں نہیں ہیں وہاں یہ ایئر کنڈیشنز کہاں پر fit کریں گے؟ آپ کے دور میں یہاں پر first time in the history کہ پروفیسرز، لیکچررز حتیٰ کہ ٹیچرز اپنے demands کا مظاہرے کرتے نظر آئے جو کہ نہایت افسوسناک

بات ہے۔ جب تک وہ قابل احترام کلاس جو کہ ہمیں تعلیم دینے کے لئے ہے اگر ہم ان کو comfortable نہیں کریں گے، ان کو ہم proper facilitate نہیں کریں گے تب تک وہ آگے جا کر اچھی نسل کے لئے کیسے contribute کر سکیں گے؟ آپ لوگوں نے پانچ ارب روپے computer labs کے لئے رکھے ہیں جبکہ کمپیوٹر کے proper trained teachers ان کے پاس نہیں ہیں اور جو 20 سے 30 ہزار روپے کا کمپیوٹر ہے وہ 70 ہزار روپے میں خریدا جا رہا ہے جو میری سمجھ سے باہر ہے۔ گورنمنٹ اور پرائیویٹ پارٹنرشپ جو کہ ہمیشہ ایک احسن point ہوتا ہے جس سے حکومت کی بھی help ہوتی ہے اور پرائیویٹ سیکٹر کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔ اس وقت تعلیم کے میدان میں ہمیں گورنمنٹ اور پرائیویٹ پارٹنرشپ کہیں بھی نظر نہیں آ رہی کیونکہ جہاں حکومت facilitate for building کرتی ہے تو پرائیویٹ ادارے administration چلانے اور ان کی maintenance میں side by side and it is like hand and gloves کام کرتے ہیں لیکن ہمیں اس بجٹ میں ایسی کوئی چیز نظر نہیں آ رہی۔ ٹیچر ٹریننگ سرے سے یہاں ہے ہی نہیں لیکن جو ہے وہ بہت کم concentrate ہو رہی ہے۔ اس وقت rural and urban divide بہت زیادہ ہے۔ کورسز اور سلیبس کے متعلق میں بات کرنا چاہوں گی کہ اس وقت سلیبس میں زمین اور آسمان کا فرق ہے اور پالیسی کو بالکل clearly determine نہیں کیا جا رہا۔ ایک اور بہت اہم point جو یہاں محکموں کے سربراہ بیٹھے ہوئے ہیں، میں آپ کی وساطت سے ان تک پہنچانا چاہوں گی کہ ہماری اس وقت مدرسہ کی جو پالیسی ہے this is something very important اس کو ہم لوگوں نے ابھی تک determine نہیں کیا۔ وہ بچے جو مدرسوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کو main stream education line میں لانے کے لئے کیا پالیسی اس وقت سامنے آئی ہے؟ میں کہتی ہوں کہ ابھی تک صفر ہے اور ان مدرسوں کے بچوں میں جو فرق ہے وہ جوں کا توں ہے۔ اس کے بعد میں یہ بات کروں گی کہ ایجوکیشن پالیسی کا ایک document ہر پاکستانی شہری کو میسر ہوتا ہے لہذا میری یہ آپ کی وساطت سے سفارش ہے کہ اس document کو اردو میں بھی مرتب ہونا چاہئے It should not be available only in English بلکہ اس کو اردو میں بھی side by side ہونا چاہئے کیونکہ اردو ہماری قومی زبان ہے۔ بہت کم لوگ ایسے ہوں جو شاید انگلش میں پڑھ تو سکتے ہوں لیکن proper طریقے سے سمجھ نہ سکتے ہوں۔

اس کے علاوہ Provincial Education Ministry کی جتنی بھی committees ہیں یہ open body ہونی چاہئیں اور اس میں آپ کو سول سوسائٹی اور educationist کو بھی شامل کرنا چاہئے کیونکہ ان کی involvement بہت ضروری ہے جبکہ اس وقت ان کمیٹیوں میں ہمیں ایسی کوئی بات نظر نہیں آتی۔ میں پنجاب کی سٹینڈنگ کمیٹی جس کی میں خود رکن ہوں، کا ذکر کرنا مناسب سمجھوں گی کہ ابھی تک ہماری صرف دو meetings convene ہوئی ہیں ایک چیئرمین صاحب کے انتخاب کے لئے اور دوسری examination commission کے لئے ہوئی ہے۔ یہاں پر کچھ لوگ UNESCO سے آئے تھے اور ایک نیا سسٹم متعارف examination commission کے لئے کروایا جا رہا تھا جو کہ 2006 سے ہمارے پنجاب میں صرف آرڈیننس کے تحت چل تو رہا ہے لیکن legalize نہیں کیا گیا، اس پر بہت اچھی بات چیت ہوئی اور سٹینڈنگ کمیٹی کے میرے ساتھیوں نے بہت اچھی طرح سے thrashout بھی کیا لیکن بدقسمتی سے جب ہم نے تیار کیا کہ ہم اسمبلی کے سامنے رکھیں گے تو پتا چلا کہ سیکرٹری صاحب نے already چیف سیکرٹری صاحب کو summary بھجوا دی ہے۔ I fail to understand کہ یہاں اگر ایک سٹینڈنگ کمیٹی بنائی ہوئی ہے جو implementation of policies کے لئے responsible ہے اور policy making کے لئے بھی responsible ہے تو how can کہ ایک سیکرٹری صاحب اٹھ کر اپنی مرضی سے ایک summary چیف منسٹر صاحب کو بھجوا دیتے ہیں۔ چیف منسٹر صاحب کو کیسے پتا چلے گا کہ اس کے اوپر کتنا کام ہوا ہے؟ اس پر جب تک ہم debate نہیں کھولیں گے، work out نہیں کریں گے، اس کے pros and cons نہیں دیکھیں گے تب تک ہم اس چیز کے بارے میں کیسے فیصلہ کر لیں گے؟ اس کو صرف ایک ڈیپارٹمنٹ ہیڈ میں آپ لوگوں نے پیش کر دیا جو چیف منسٹر صاحب سے approve ہو جائے تو یہ کسی صورت بھی مناسب نہیں ہے۔ اس کو kindly اگر آپ غور سے سنیں تو یہ تنقید برائے اصلاح ہے، تنقید برائے تنقید نہیں ہے۔ تعلیم ایک ایسا معاملہ ہے جو ہم سب سے متعلقہ ہے چاہے ہم اس کو پڑھ چکے ہیں لیکن پھر بھی ہم learning process میں ہیں اور یہ معاملہ ہماری نسل اور بچوں کا ہے۔ ایک اور بات میں یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ نئی یونیورسٹیاں جس میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور یا لاہور کالج فار ویمن یونیورسٹی ہے اس میں جو نئے charters introduce

کروائے جا رہے ہیں اس کے اندر وائس چانسلرز، ڈین اور فیکلٹی کے باقی ممبرز تو شامل ہیں لیکن اس میں ٹیچرز کی representation بالکل nil ہے۔ جب تک ٹیچرز اور proper stake holders کی representation نہیں ہو گی تب تک یہ چیز آگے نہیں بڑھ سکتی۔ اسی وجہ سے ہی ٹیچرز کے اندر بہت زیادہ resentment پائی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! یہاں اساتذہ کے incentives کی بات ہو رہی تھی تو ہم لوگوں نے ان کو گریڈ تو دے دیئے ہیں لیکن ان کو وہ مراعات اور سہولیات حاصل نہیں ہیں جو باقی گزیٹڈ آفیسروں کو حاصل ہیں۔ اس ماحول کے اندر ہم یہ کیسے مزید allocation برداشت کر سکتے ہیں۔ جس طرح میں نے ایک روپے کا کہا ہے یہ تو ایک روپیہ بھی deserve نہیں کرتے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ایجوکیشن کسی بھی معاشرے کا سب سے اہم محکمہ ہے۔ آج جیسا کہ ہمارے بہت سارے معزز ممبران نے ایجوکیشن پر تقاریر بھی کیں، مسئلے مسائل بھی بتائے گئے اور آج جو ہمارا ملک رویوں کے بحران سے گزر رہا ہے۔ اگر اس کا کہیں خاتمہ کیا جا سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف تعلیم ہی ایک ایسا زیور ہے جس سے کہ ہم بہت ساری معاشرتی برائیوں پر قابو پا سکتے ہیں لیکن بد قسمتی سے ہوا یہ ہے کہ سب سے اہم شعبہ پر ہمارے ملک کے بعد آزاد ہونے والے ممالک آج سو فیصد خواندہ ہیں اور ہمارے 50 فیصد بچے جو تعلیم یافتہ ہو رہے ہیں تو وہ بھی سابقہ حکومت اور چودھری پرویز الٰہی صاحب نے جو پڑھے لکھے پنجاب کا ایک تصور دیا تھا اس کی وجہ سے ہیں۔ اس کے بعد میں سمجھتی ہوں کہ موجودہ حکومت بھی ایک پراجیکٹ چلا رہی ہے یہ اسی کی ایک نقل ہے، اسی کی ایک صورت ہے۔ بد قسمتی سے ایک اچھا کام شروع ہوا، بجائے اس کے کہ اس میں نئی نئی چیزیں شامل کی جاتیں، نئے ideas آتے اور اسے مزید بہتر بنا کر implement کیا جاتا، اس کے بجٹ میں بھی کٹوتی کر دی گئی اور اس کو ہر لحاظ سے کم کر دیا گیا۔ یہ جو دانش سکول ہیں جس کا اس میں تذکرہ کیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ان کی

تعداد ہی ناکافی ہے۔ یہ کس طریقے سے اور کن بچوں کے لئے رکھے جا رہے ہیں؟ کیا پاکستان اور پنجاب کا ہر بچہ اس بات کا مستحق نہیں ہے کہ اسے اچھی تعلیم ملے اور اعلیٰ سکولز ملیں۔ اس میں بھی یہی ہوگا کہ یہ صرف ان مخصوص طبقے کے لوگوں کو oblige کیا جائے گا۔ جب ایک کام شروع کیا جاتا ہے اور بجٹ رکھ دیا جاتا ہے، جب اس کا استعمال ہی نہیں ہونا، سابقہ ایک سال کے بجٹ میں جو وعدے ایجوکیشن کے حوالے سے کئے گئے تھے جب وہ وعدے آج تک پورے ہی نہیں ہوئے، پچھلی دفعہ بھی کہا گیا تھا کہ ہم تمام سکولوں میں کمپیوٹر اور لیبارٹریاں مہیا کریں گے مگر ہمیں تو سکولوں میں کہیں پر بھی کوئی لیبارٹری نظر نہیں آ رہی۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: No cross talk, No cross talk.

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ قائداعظم نے اپنے اس پاکستان کے لئے ہرگز نہیں سوچا ہوگا کہ میری قوم کے بچے میلے کچیلے گندی گلیوں میں بھیک مانگتے ہوئے ہاتھوں میں کاسہ گدائی لئے پھرتے ہوئے نظر آئیں۔ یہ ان کا قطعاً خواب تھا اور نہ ہی یہ پاکستان کی تعبیر تھی۔ اس کے لئے ہم قصوروار ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ وسائل نہیں ہیں۔ اس بجٹ میں تعلیم کو فروغ دینے کے لئے کوئی بھی نئی بات نہیں کی گئی۔ کیا ہمارے پاس نئی تجاویز اور تراکیب ختم ہو گئی ہیں؟ ہمارے ذہن کے دریچوں کو تالے لگ گئے ہیں کہ جو نئی باتیں نہیں سوچ سکتے۔ علامہ اقبال نے کہا تھا کہ:

کھول آنکھ، زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ
مشرق سے نکلتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

جناب والا! ہم اپنے دماغوں کو کب استعمال کریں گے، کب ہم وہ طریقے لائیں گے کہ جس سے ہم ان مسائل پر قابو پا سکیں؟ کہتے ہیں کہ وسائل نہیں ہیں، جگہ نہیں ہے، چیزیں نہیں ہیں، بچوں کو تعلیم کیسے دیں؟ پوری دنیا میں تین تین شفٹیں لگا کرتی ہیں۔ صبح کی شفٹ، دوپہر کی شفٹ، رات کی شفٹ، اگر اس وقت 50 فیصد بچے سکولوں میں جا رہے ہیں اگر تین شفٹیں کر دی جائیں تو باقی 50 فیصد تو نہیں چلیں 25 فیصد تو سکولوں میں جا سکتے ہیں۔ پرائمری تک تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے تاکہ ہر بچہ، ہر ماں باپ پابند ہوں کہ وہ بچوں کو سکول بھیجیں۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order, order. No cross talk.

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! ایک ہی سکول میں تین مرتبہ تین نئی کلاسیں شروع ہو سکتی ہیں۔ تین مرتبہ، تین دفعہ تین نئے عملے کے ساتھ نئے لوگوں کو، نئے اساتذہ کو روزگار مہیا کیا جا سکتا ہے۔ ہر چیز ممکن ہے اور سب کچھ ہو سکتا ہے اگر حکومت، لیڈران اور منتخب اداروں میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں جذبہ ہو۔ آخر کب تک ہم پچھلے دور کے اچھے کئے ہوئے کاموں کو صرف اپنی ذاتی انا کی تسکین کے لئے برا کہتے رہیں گے؟ بات تو یہ تھی کہ دل کو بڑا کر کے کہتے کہ چودھری پرویز الہٰی نے بہت اچھا کام کیا۔ ہم اس کو آگے لے کر چلیں گے اور اس میں نئی نئی چیزیں لائیں گے۔ آئیں آپ بھی ہمارے ساتھ شامل ہوں اور نئی نئی تجاویز اور تراکیب بتائیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تجاویز دیں۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب! میں تجاویز ہی دے رہی ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی تجاویز لکھ لی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں تجاویز ہی دے رہی ہوں۔ سب سے بڑا مسئلہ کتابوں کا ہے کہ بچوں کو کتابیں کہاں سے مہیا کی جائیں؟ ہمارے پاس کتنا بجٹ ہے کہ ہم بچوں کو دیں۔ فوڈ سپورٹ پروگرام کے لئے جو بجٹ ہے اگر وہ ہم سارے کا سارا بچوں کو کتابیں دینے میں لگا دیں تو میں سمجھتی ہوں کہ ایک ہزار روپے سے کسی کا گھر نہیں چل سکتا اور اگر ایک گھرانے کے چار بچوں کو تعلیم دینے کے لئے دو چار ہزار روپے اس گھر کے لوگوں کی ضرورت ہے تو اگر اس کو تعلیم مفت مل جاتی ہے اور اس کو ہیلتھ مفت مل جاتی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ غریب کا بہت بڑا بوجھ بانٹا جا سکتا ہے۔

جناب والا! کتابیں اگر کلاس ہی کی ملکیت بنا دی جائیں اور نصاب کو نئے طریقے سے ہم اپنے کلچر کے مطابق، اپنی ضرورت کے مطابق اگر ہم اس کو ترتیب دیں گے، کتابوں کے بہت بڑے بوجھ کو کم کر کے صرف knowledge کے حصول لئے دوبارہ سے مرتب کیا جائے۔ جب کتابیں کلاس کی ملکیت ہوں، سکول کی ملکیت ہوں اور ہر دفعہ نئی شفٹ میں آنے والا بچہ انہی کتابوں سے مستفید ہو۔ بجائے اس کے کہ کتابیں صرف لوگوں کا بزنس بڑھانے کے لیے پرنٹنگ کے شعبے، کاغذوں کے شعبے، کتابوں کا بزنس کرنے والوں کے بزنس کو بڑھانے کے لئے بچوں کے لئے پوری پوری بوریاں لاد کر بھیج دی جائیں

تو یہ اس طریقہ کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ کوئی تو بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہو، کوئی تو سنجیدگی سے سوچے، اگر ہم ان چیزوں پر عمل کرنا شروع کر دیں اور نئی چیزیں لائیں تو پھر تو میں کہوں گی کہ واقعی اس حکومت کا بہت بڑا کارنامہ تھا اور "پڑھا لکھا پنجاب" کو کوئی آگے لے کر چلا تھا۔ اگر کچھ نہیں کرنا، کوئی نئی بات نہیں ہے تو پھر تو ایک روپیہ بھی آگے بڑھانے کی کیا ضرورت ہے؟ کسی بھی پیسے کی، کسی بھی فنڈ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر یہ کٹ موشنز ہمارا حق ہیں۔

جناب والا! میں ایک بات اور کہوں گی کہ یہاں پر سیلف فنانس کو ختم کیا گیا اس کو صرف اس لئے ختم کر دیا گیا کہ پچھلی حکومت کی کوئی بھی سکیم کسی کو پسند ہی نہیں کیونکہ وہ چودھری پرویز الٰہی نے شروع کی تھی۔ اس کے پیچھے ایک فضول سا برائی کا جذبہ ہے otherwise اس سے ہزاروں کے حساب سے بچے مستفید ہوئے ہیں۔ میں آپ کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتی ہوں کہ آج پرائیویٹ اداروں کو جا کر دیکھیں۔ جن بچوں کو گورنمنٹ کالجوں میں داخلے نہیں ملتے اور وہ جب وہاں ان پرائیویٹ کالجوں میں جاتے ہیں تو وہاں پر ان سے منہ مانگے پیسے وصول کئے جاتے ہیں۔ ان بچوں کے والدین جو بمشکل اپنے گھر کے اخراجات چلانے سے قاصر ہیں۔ کوئی تو اپنا زیور بیچ رہا ہے اور ظلم یہ کہ وہ ڈبل ڈبل فیس ادا کر رہے ہیں۔ آپ اس پر انکوائری کر کے دیکھ لیں کہ ہر دفعہ new admission fee لے رہے ہیں۔ اگر آپ نے پہلے سال ایڈمشن فیس دی تھی تو 2nd year کے لئے دوبارہ ایڈمشن فیس لے رہے ہیں۔

جناب والا! ٹیکنیکل ایجوکیشن کے حوالے سے میں یہ کہوں گی کہ ٹیکنیکل ایجوکیشن وہ واحد چیز ہے کہ جس سے ہم اپنے ہر بچے کو ٹرینڈ کر سکتے ہیں، اس کو روزگار کمانے کا ایک ہنر اس کے ہاتھ میں دے سکتے ہیں۔ ٹیکنیکل ایجوکیشن کے لئے میں نے دیکھا ہے کہ کوئی خاطر خواہ نئی بات یا نئی چیز ہماری موجودہ حکومت کے پاس بجٹ میں نہیں تھی۔۔۔

جناب سپیکر! آپ نے ریلوے روڈ پر ٹیکنیکل کالج کے لئے ایک کمیٹی بنائی جس میں، میں بھی شامل تھی اور ہم نے وہاں پر جو کچھ دیکھا اور جو رپورٹ مرتب کی تو آج تک مجھ سے آپ نے نہیں پوچھا کہ آمنہ الفت! بتائیں وہاں پر آپ نے کیا دیکھا اور کیا ہوا؟ میں نے وہاں دیکھا کہ Toyota motors نے اپنا ایک display لگا رکھا ہے جس سے بچے ٹیکنیکل ایجوکیشن حاصل کر کے وہاں پر بہترین مکینک

بن کر نکل رہے ہیں اور بہترین روزگار حاصل کر رہے ہیں۔ وہاں پر اور بھی کمپنیاں اپنے display لگا کر لوگوں کو ٹیکنیکل ایجوکیشن دے رہی ہیں۔ بہت ساری ایسی کمپنیاں ہیں جہاں ہر طرح کی الیکٹرونکس اور ہر طرح کی ہینڈی کرافٹ کی مصنوعات ہیں اور ایسے بڑے بڑے brands ہیں جن پر وہاں display provide کیا جا سکتا ہے اور وہ sponsor کر سکتے ہیں ٹیکنیکل ایجوکیشن ہمارے نوجوانوں کو سپانسر کر سکتے ہیں۔ اس میں حکومت کا بھی کوئی خرچ نہیں ہوگا۔ ہمیں سپانسر بھی ملے گا۔ ہمیں اس ملک سے بھی سپانسر ملے گا اور بیرونی دنیا سے بھی سپانسر ملے گا۔ ہمارے نوجوان جو ٹیکنیکل ایجوکیشن کی ڈگریاں حاصل کرنے کے لئے ملک سے باہر جاتے ہیں تو انہیں یہ ڈگریاں یہاں ہی مل سکتی ہیں۔ مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑے گا کہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب بھی اس کمیٹی میں شامل تھے اور ہمارے بھائی ارشد صاحب اور دوسری بہنیں بھی ٹیم میں موجود تھیں لیکن اس ٹیکنیکل انسٹی ٹیوشن کا دورہ کر کے ہم نے جو حالات دیکھے اس بارے میں نہ تو کسی نے رپورٹ دوبارہ ہم سے پوچھی اس لئے کہ کسی کے پاس فرصت ہی نہیں ہے۔ صرف پچھلے آٹھ سال کا ہی رونا رویا جاتا ہے۔ اتنے عقل مند اور دانشمند وزراء کے منہ سے جب میں یہ سنتی ہوں کہ پچھلے آٹھ سال میں یہ ہو گیا تو مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ ہم اس طرح کی باتوں پر یقین نہیں رکھتے اور مجھے لگتا ہے کہ مجبوراً ہم بھی اسی گڑھے میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔ ہم صرف اسی طرح کی سیاست کرتے رہے ہیں کہ تم نے یہ کیا تھا جو کہ غلط تھا، ہم نے یہ کیا ہے تو ہم نے صحیح کیا ہے۔ ہم صحیح کو صحیح کہنے اور غلط کو غلط کہنے کا رواج کب ڈالیں گے؟ کوئی تو اس کی ابتدا کرے، مجھے بہت امید تھی کہ موجودہ لیڈرشپ اتنے بڑے عرصہ کے بعد ملک میں آئی ہے تو ایک نیا انقلاب اور change آئے گی لیکن مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ میں اپنی بات کو اسی پر ختم کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ بشریٰ صاحبہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ جب میں بات کروں گی تو پھر کچھ معزز اراکین اسمبلی کو یہ اعتراض ہوگا کہ یہ جب بھی بولتی ہیں تو جنوبی پنجاب کے حوالے سے بات کرتی ہیں۔ یہاں پر ایجوکیشن کی تقریباً 35 سکیموں کا ذکر ہے اور ان کے آگے allocations اور revised estimates بھی دیئے گئے ہیں تو میں پھر یہی کہوں گی کہ ان 35 سکیموں میں سے بہاولپور کے لئے صرف ایک سکیم دی ہوئی ہے جو کہ انتہائی افسوسناک اور شرمناک

بات ہے۔ اگر ان کی بجٹ reallocations دیکھیں تو اس میں کروڑوں روپے انسٹی ٹیوشن کے لئے، اور ٹیچرز کی ٹریننگ کے لئے نہیں رکھے گئے بلکہ وہ Programme Management & Implementation Unit کے لئے رکھے گئے ہیں جو تقریباً 57 کروڑ 65 لاکھ ہیں جو کہ صرف اور صرف بیوروکریٹس کی عیاشیوں کے لئے رکھے گئے ہیں۔

ہمارے محترم وزیر اعلیٰ صاحب یعنی ہمارے خادم اعلیٰ صاحب کی مانیٹرنگ فورس اور Monitoring & Evaluation Cell کے لئے صرف اور صرف 14 کروڑ 97 لاکھ 13 ہزار روپے کی allocation ہوئی ہے۔ مزید اس مد میں revised allocation کے مطابق 14 کروڑ ان کے لئے ناکافی رہے لہذا انہوں نے 17 کروڑ 2 لاکھ 67 ہزار روپے اس معزز ایوان کی منظوری کے بغیر اڑا دیئے۔ اب مزید انہیں اس مد میں اس سے بھی زیادہ رقم چاہئے اور مجھے یقین ہے کہ وہ بھی ایسے ہی خورد برد ہو جائے گی اور وہ اڑ جائے گی جس کا اس معزز ایوان کو کوئی حساب کتاب نہیں دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! صادق پبلک ہائی سکول بہاولپور مخدوم زادہ حسن محمود صاحب کی کوششوں سے بنایا گیا تھا اور میں اللہ تعالیٰ کی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے مخدوم زادہ صاحب کو یہ موقع دیا اور اس کے بعد چودھری پرویز الٰہی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ انہوں نے اربوں روپے جنوبی پنجاب کی عوام کی فلاح و بہبود اور خدمت کے لئے خرچ کئے جو کہ نظر بھی آتے ہیں۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور اور گورنمنٹ کالج بہاولپور کے لئے رقم یا تو رکھی نہیں گئی یا پھر متعلقہ وزیر صاحب بتا دیں کیونکہ ہم تو ان کتابوں کو پڑھ پڑھ کر تھک گئے ہیں۔ ہمیں بہاولپور کے لئے کچھ نظر نہیں آیا۔

یہاں پر اقلیتوں کے وزیر موصوف تشریف رکھتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ انہیں بھی اس بات کا علم ہو گا کہ چودھری پرویز الٰہی صاحب کے دور میں Domanicon Convent School بہاولپور کے لئے ایک خطیر رقم رکھی گئی اور تقریباً 60 لاکھ روپے کی لاگت سے ایک زبردست قسم کا آڈیٹوریم بنایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ اس سکول کے لئے چودھری صاحب نے مہربانی فرماتے ہوئے ٹرانسپورٹ کا بھی انتظام کیا تھا۔ میں یہ point raise کرنا چاہتی ہوں کہ چوہدری صاحب نے جو خدمات اقلیتوں، مسلمان بھائیوں اور عوام کے لئے بغیر کسی prejudice کے اس صوبے کے

لئے انجام دی تھیں لیکن موجودہ حکومت میں اتنا زیادہ تعصب پایا جاتا ہے اور وہ اتنے زیادہ revengeful ہیں کہ انہوں نے 6/7 ہزار بیوروکریٹس جنہیں پچھلی حکومت نے serve کیا تھا اور اعلیٰ کارکردگی اور اپنی صلاحیت کی بنیاد پر وہ جانے پہچانے جاتے تھے، سب سے پہلے انہیں اٹھا کر باہر پھینک دیا۔ اب جو نئے بھرتی کئے ہیں وہ سارے خوشامدی اور میرٹ کے بغیر ہیں لہذا میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ آپ خدارا! revenge کی سیاست نہ کریں اور اب بہت ہو چکا ہے کہ آپ نے اب revenge بھی لے لیا ہے۔ لوگوں پر ناجائز پرچے بھی ہو رہے ہیں اور سب کچھ ہو رہا ہے تو اب یہ آٹھ سالوں کی بھڑاس ختم ہو جانی چاہئے۔

آخر میں ایک تجویز پیش کرنا چاہوں گی کہ دانش سکول سسٹم، اصل میں یہ وہی پڑھا لکھا پنجاب ہے جس کا نام تبدیل کر کے دانش سکول سسٹم آپ نے دے دیا ہے۔ چلیں آپ نے کچھ تو سیکھا اور کچھ تو آپ نے ہم سے وراثت میں قبول کیا۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ دانش سکول سسٹم کے تحت جن سکولوں کو کمپیوٹر لیب فراہم کریں گے اس میں جنوبی پنجاب کے share کو نہ بھولئے گا۔ مہربانی فرما کر وہاں پر بھی انسان رہتے ہیں۔ وہاں کے بچوں اور ان کے مستقبل کے لئے بھی آپ کچھ کریں ورنہ پھر یہی ہو گا کہ ایک سرائیکی صوبہ جنم لے گا پھر آپ اور ہم ساری زندگی بیٹھ کر رویا کریں گے۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے اور فضل کرے۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بہت مختصر سی بات کروں گی جس میں شاید سارا کچھ بیان ہو جائے گا۔ نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ ایجوکیشن جس کا ہمارے سابقہ وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی صاحب نے پڑھا لکھا پنجاب کا ایک خواب دیکھا تھا لیکن پتا نہیں موجودہ خادم اعلیٰ کو اس internationally جس کو recognized کیا گیا جسے اتنی پذیرائی ملی تو خادم اعلیٰ شہباز شریف کو اس سے چڑ ہے۔ انہوں نے موجودہ بجٹ میں ایجوکیشن کا جو بجٹ دیا ہے تو اس سے یہی لگتا ہے کہ شاید وہ پڑھا لکھا پنجاب کو جاہل پنجاب کی طرف لے کر جانا چاہ رہے ہیں۔ موجودہ بجٹ یہ ثابت کر رہا ہے کہ موجودہ وزیر اعلیٰ خادم اعلیٰ شہباز شریف جو ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تجویز دیں، پتا نہیں کہاں جا رہی ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ میرا حق ہے اور میں یہ comparison کرانا چاہتی ہوں اور میں یہ چاہتی ہوں۔ یہی ہماری بدقسمتی ہے کہ جب کوئی اچھا کام کرتا ہے تو بجائے ہم اس کو promote کریں اس کو جڑ سے ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ کسی کی نیک نامی نہ ہو جائے۔ یہاں ہمارے ایجوکیشن منسٹر بیٹھے ہیں ان سے میری request ہے کہ اس پروگرام کو جاری رکھا جائے۔ اس سے بہت سے لوگ، بہت سے بچے اور خاص طور پر بچیوں کو بہت فائدہ ہوا تھا۔ ہمارے بچوں میں awareness آئی تھی ۔ دو سو روپے فی طالبعلم دینے سے بھی بہت فائدہ ہوا اور خاص طور پر جنوبی علاقے میں بہت فائدہ ہوا تھا۔ اگر سالانہ enrollment رجسٹریشن چیک کروائیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس کے کتنے بہتر رزلٹ سامنے آئے تھے۔ اس کی 9 لاکھ روپے سالانہ enrollment ہوئی تھی اس میں کوئی فراڈ نہیں ہے، اس کا ریکارڈ موجود ہے، یہ چیک کروالیں۔ میں اسی حوالے سے کہوں گی کہ دانش سکول، کوئی شک نہیں کہ انہوں نے صرف نام تبدیل کیا ہے میری ان سے گزارش ہے کہ نئی چیز شروع کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا kindly جو سکول already exist کر رہے ہیں انہی میں بہتری لائی جائے۔ اگر آپ کو "پڑھے لکھے پنجاب" سے کوئی problem ہے تو اس کو تبدیل کر دیں لیکن دانش سکول سے آپ ایک نئے سسٹم کو introduce کرائیں گے، آپ کو اگلے پانچ سال introduce کرانے میں لگ جائیں گے اور بچوں کو پڑھانے کا اصل مقصد جو پچھلی حکومت نے کوشش کی تھی اس کو فوت کر دیا جائے گا۔ مہربانی کر کے جو already سکول exist کر رہے ہیں انہی پر ہی زور دیا جائے۔ جو missing facilities ہیں، جس طرح میری بہنوں اور بھائیوں نے کہا کہ بہت ساری missing facilities ہیں۔ بہت سے ایسے سکول ہیں جہاں پر دیواریں نہیں ہیں فرنیچر نہیں ہیں۔ سابقہ حکومت نے missing facilities کا سلسلہ شروع کیا تھا جو کہ بڑا successful رہا تھا مہربانی کر کے اس کو جاری رکھا جائے۔ میری ایک اور گزارش ہے کہ N.C.C پروگرام ختم کر دیا گیا ہے خاص طور پر چکوال کی طرف کے علاقے ہیں اور چوآ سیدن شاہ کی مثال ہے اس کو بھی تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ہمارے نوجوانوں سے ہماری فوج کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب شاہد محمود خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

جناب شاہد محمود خان: جناب سپیکر! جب اذان ہوتی ہے تو سارے اذان سنتے ہیں اور خاموش بھی رہتے ہیں۔ مہربانی فرما کر نماز کے لئے بھی پندرہ منٹ یا بیس منٹ کا وقفہ ضرور رکھیں، یہ قومی اسمبلی میں بھی ہے۔

جناب سپیکر: ویسے آپ کو روکتا کوئی نہیں ہے۔ اب نماز کے لئے آدھ گھنٹہ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹے تک کے لئے کارروائی ملتوی کر دی گئی)

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 2 بج کر 54 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ! قائد حزب اختلاف سے میں گزارش کروں گا کہ ٹائم کا خیال رکھیے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): کتنے بجے تک ہاؤس کو چلائیں گے؟

جناب سپیکر: آپ بتائیں ٹائم تو تین بجے ختم ہو جائے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): میری آپ سے گزارش ہوگی کہ ٹائم تھوڑا سا extend کر دیں۔ ہم اس پر تھوڑی دیر ہی بات کر لیں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں پھر ان کے بعد آپ ہی floor لے لیں۔ محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں مختصراً دو چیزیں آپ کی وساطت سے convey کرنا چاہتی ہوں۔ ہمارے سکولوں میں جو قاری حضرات ہیں ان کی تنخواہ ٹوٹل پانچ سو روپے ہے جو کہ نہایت ہی ناکافی ہے۔ جو لوگ دین کی تعلیم دیتے ہیں نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان کو پانچ سو روپے ماہانہ مل رہا ہے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ ان کی کم از کم تنخواہ پی ٹی سی ٹیچر کے سکیل کے برابر ضرور ہونی چاہئے کیونکہ ہم نے جب یہ ملک حاصل کیا تھا تو مذہب اسلام پر لیا تھا کہ ہمیں ایک اسلامی مملکت چاہئے اور ہمیں دینی تعلیم دینے والے جو قاری حضرات ہیں ان کو کم تنخواہ مل رہی ہے۔

میری دوسری گزارش یہ ہے کہ پنجاب اور وفاق مل کر ایک قرآن یونیورسٹی قائم کریں۔یہ یونیورسٹی اتنی جدید ہو کہ قرآن کے تمام موضوع پر سائنسی تحقیق ہو۔نیز قرآن کی تفسیر اور تجوید کو ملا کر یونیورسٹی کی صورت میں ایک اعلیٰ نمونہ کا ادارہ معرض وجود میں لایا جائے۔اس وقت ہمیں بہت سخت ضرورت ہے کیونکہ ہمارے مذہب کو بہت غلط طریقے سے convey کیا جارہا ہے---

جناب سپیکر: اس کی correction کرلیں کہ مذہب نہیں، ہمارا دین ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔جناب سپیکر۔ہمارے دین کو بہت غلط طریقے سے exploit کیا جارہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ایسی یونیورسٹی قائم کی جائے جس میں ریسرچ بھی ہوسکے اور ہمیں پتا چل سکے کہ ہم جتنے یہاں پر قانون بناتے ہیں اور اس کے علاوہ جو بھی چیزیں ہم روزمرہ کی زندگی میں کرتے ہیں۔ میرے خیال میں اس سلسلے میں قرآن ہمارے پاس بہترین نمونہ ہے۔اس کی guidance میں اگر ہم کام کریں گے تو ہم لوگ problems میں نہیں پڑیں گے اور ہمارے مسائل کا حل بھی ہو جائے گا۔ میری آخر میں گزارش ہوگی کہ سابقہ حکومت ہو یا کوئی اور جو بھی اچھا پروگرام لائے اچھے کام کرے اس کو صرف اس وجہ سے نہ ختم کردیا جائے کہ اس سے کسی کی نیک نامی ہوگی۔اس کو ہمیں continue کرنا چاہئے، بلکہ اگر وہ ان کے پروگراموں کو continue کریں گے تو میرے خیال میں اللہ کی نظر میں بھی ان کا بڑا پن ہوگا۔عوام اور اپوزیشن بھی ان کو appreciate کرے گی۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خاں): شکریہ۔جناب سپیکر! اس مد میں ہمارے ساتھیوں نے جو کٹوتی کی تحریک پیش کی ہے اس میں آپ نے ہمارا point of view سنا اور جناب منسٹر صاحب بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ بہت ہی اہم مد ہے جس میں اتنی huge amount expend ہونی ہے تو یہ target oriented ہونی چاہئے جس سے اس صوبے کے عوام کے بچوں کے لئے تعلیم ہوسکے۔ہماری گزارش یہ ہے کہ اس میں uniformity of syllabus ہونا چاہئے یعنی syllabus ایک ہو جس سے سب کے لئے competition کے مواقع ایک جیسے ہوسکیں۔

منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں میں آپ کے توسط سے ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ disparity ہے، O level, A level، جب غریب گھروں کے پڑھے ہوئے بچے آگے آتے ہیں تو انہیں یہی complex رہتا ہے کہ انہوں نے جن سے compete کرنا ہوتا ہے کہ وہ اس advantage میں ہوتے ہیں کہ تعلیم کے وقت گورنمنٹ نے انہیں monitor نہیں کیا ہوتا اور ایک privilege class کو ان کے سامنے لے کر آتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ یہاں پر agriculture universities and agriculture colleges ہیں اسی طرح جن کسانوں کے بچے وہاں پر تعلیم حاصل کر کے وہیں رہ جاتے ہیں انہیں اچھی زرعی تعلیم دینے کے لئے زرعی سکول بھی کھولے جائیں جو کم از کم تحصیل level پر ہونے چاہئیں اگر یہ گورنمنٹ اس کا initiative لے لے اور اس چیز کو لے آئیں گے تو تاریخ میں ان کا ایک نام رہے گا کہ انہوں نے زرعی سکولوں کا اجراء کیا کیونکہ 75 فیصد لوگوں کا bread and butter اسی طرف سے آنا ہوتا ہے وہ شہروں میں نوکریاں کرنے پر اس لئے مجبور ہو جاتے ہیں کہ وہاں پر انہیں کوئی skill available نہیں ہوتی جیسے کہ ریشم کے کیڑے پالنے اور live stock میں زیادہ کام کرنے کی کوئی skill نہیں ہوتی۔ اگر آپ وہاں پر agriculture school لے آئیں تو اس مد میں جو اتنی huge amount لی گئی ہے تو اس کی کوئی ایسی صورت بن جائے گی کہ کا استعمال صحیح ہو سکے گا۔

جناب سپیکر: اجلاس کا ٹائم 15 منٹ بڑھا دیا جائے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے استدعا کروں گا کہ آپ نے سرکاری کھانے کے لئے آدھا گھنٹہ دیا تو وہ ٹائم ہمارے ٹائم سے نہ کاٹا جائے اس کو زیادہ بڑھا دیا جائے تاکہ ہم ایک دو کٹوتی کی تحریکوں پر اپنی معروضات پیش کر سکیں۔ اس میں، میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کالج فار ویمن یونیورسٹی کے چارٹر میں وی سی اور ڈین کا ذکر تو کیا گیا ہے لیکن ٹیچرز کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ ان کا ذکر نہیں کیا گیا اسی وجہ سے وہاں پر heart burning ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے privileges ہی نہیں ہیں، کوئی ہمارا ذکر ہی نہیں ہے۔ ہم نے پچھلی گورنمنٹ میں 89 کے قریب amendments کی تھیں جن میں ایسی چھوٹی چھوٹی

amendments تھیں جس میں یونیورسٹی چارٹر کی amendment ہو سکتی ہے اس میں ٹیچرز کا ذکر ضرور ہونا چاہئے۔

جناب والا! واہ یونیورسٹی کے بچوں نے پچھلے دنوں یہاں پر احتجاج کیا ہوا تھا، مال روڈ کو بلاک بھی کیا۔ چار ہزار کے قریب وہاں پر بچے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارا چارٹر آیا ہوا ہے جو اسمبلی کے اندر present نہیں ہو رہا اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں علم ہے کہ جب چارٹر پیش ہو گا تو وہ چارٹر ہمیں مل جائے گا لیکن اس میں دیر نہ کی جائے، آپ کے پاس جو چارٹر آتا ہے اس کو پاس کیا جائے۔ میرا کہنے کا صرف مطلب یہ ہے کہ تعلیم کے اس زیور کو پہناوے کی صورت دینے کے لئے یہ اپنی بہترین qualities and capabilities استعمال نہیں کر رہے اس لئے ہماری اس تحریک کو منظور کیا جائے اور اس ڈیمانڈ کو reject کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب!

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! .oppose اور میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ محترم اپوزیشن لیڈر چودھری ظہیر الدین، محترمہ آمنہ الفت، محترمہ عائشہ جاوید، سیدہ بشریٰ گردیزی اور محترمہ خدیجہ عمر نے یہاں پر آج جو cut motion پیش کی اس میں میرا خیال تھا کہ یہ ہمیں اس پر کوئی ایسی تجاویز دیں گے کہ جس سے ہم اپوزیشن سے کوئی رہنمائی حاصل کر سکیں گے مگر انہوں نے تجاویز دینے کی بجائے تنقید برائے تنقید کا رویہ اختیار کیا۔ پرویز الٰہی صاحب کی تعریفیں زیادہ تھیں اور حکومت پنجاب کے اوپر تنقید کرتے رہے تو میں ان سے یہی کہوں گا کہ خدارا! آئندہ سے اگر cut motion پیش کریں تو بجٹ کو تھوڑا سا دیکھ لیا کریں اور اس طرح کی تجاویز پیش کریں جو پنجاب کے 9 کروڑ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہوں۔ ہمارے لئے education sector انتہائی اہم sector ہے اور میں یہاں پر ان کو یہ بات بتانا چاہوں گا کہ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جب پچھلے سال جون میں بطور وزیر اعلیٰ پنجاب اسی ہاؤس کے درمیان میں بحیثیت چیف منسٹر پنجاب oath لیا تو انہوں نے اس وقت یہ کہا کہ پچھلے آٹھ سالوں میں جب یہ لوگ ان treasury benches پر بیٹھتے تھے اور ہم لوگ اپوزیشن بنچوں پر بیٹھتے تھے تو ان کا آمر جابر ڈکٹیٹر اس ملک میں ایمرجنسیاں نافذ کرتا تھا۔ (شیم، شیم)

پاکستان کے 16 کروڑ عوام کے حقوق کے اوپر ایمر جنسیاں نافذ کی جاتی رہیں تو ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف نے کہا کہ میں بھی آج پنجاب میں ایک ایمر جنسی لاگو کرتا ہوں اور وہ education sector ہے اور ہم نے اس میں ایمر جنسی لاگو کی۔(نعرہ ہائے تحسین)

الحمد للہ ہمیں فخر ہے کہ ہم نے اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کی dynamic leadership کے درمیان میں پچھلے ایک سال میں education sector میں وہ کچھ achieve کیا ہے جو یہ پچھلے پانچ سالوں میں نہیں کر سکے۔ یہ یہاں پر جو تجاویز دیتے رہے ہیں یہ وہی رونا روتے رہے ہیں جو ان سے پانچ سالوں میں خود کچھ نہیں ہو سکا اور آج یہ وہی چیزیں ہمارے اوپر تھوپ رہے ہیں۔

جناب والا! میں سب سے پہلے ان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ یہاں پر میری فاضل رکن نے فرمایا کہ ہم نے ایجوکیشن کے بجٹ میں cut %18 کیا ہے تو ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ایجوکیشن کے بجٹ میں cut %18 نہیں کیا، یہ دوبارہ سے budget book دوبارہ سے study کریں، ہم نے school education کے اوپر emphasize کیا ہے اگر یہ چاہیں تو میں انہیں بتانا چاہوں گا کہ 09-2008 کے درمیان ہم نے school education کے لئے 16.45 بلین development کی مد میں رکھا تھا اور non development کی مد میں ہم نے 14.435 بلین رکھا تھا مگر ہم نے اس وقت development کی مد میں دانش سکول اور Centre of Excellences کو شامل کیا تھا۔ یہ ذرا غور سے سنئے گا کہ اس سال 10-2009 میں ہم نے 13.6 بلین روپے ADP میں رکھے ہیں اور non-development کی مد میں 12.442 بلین رکھے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم نے دانش سکول اور Centre of Excellence کے لئے 3 بلین کی ایک اتھارٹی بنا دی ہے اگر اسے ٹوٹل کیا جائے تو اس سال ہمارا total development of Education کا بجٹ پچھلے سال کے 16.45 بلین کے مقابلے میں اس سال 16.60 ملین روپے ہے۔ اس سال انشاء اللہ تعالیٰ 44 دانش سکول اور Excellence Schools 144 پر کام شروع کر دیا جائے گا اور وہ جلد از جلد قائم ہو جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے علاوہ ہائر ایجوکیشن میں 09-2008 کے بجٹ میں غیر ترقیاتی بجٹ 8.314 بلین روپے تھا۔ میں غیر ترقیاتی بجٹ کی تھوڑی سی وضاحت کروں گا کہ اس میں تنخواہیں اور دیگر اخراجات شامل ہوتے

ہیں۔ محکمہ ایجوکیشن پنجاب کا سب سے بڑا محکمہ ہے۔ اس کی کل تعداد ساڑھے 6 لاکھ لوگوں پر مشتمل ہے۔ ہمارا ترقیاتی بجٹ 9.1 بلین روپے تھا۔ اس مد میں ہمارا جو پچھلے سال بجٹ تھا وہ پوری طرح استعمال نہیں ہو سکا اس لئے ہم نے اس کو تھوڑا سا کم کیا ہے اور جو غیر ترقیاتی بجٹ تھا اس کو 8.8 بلین روپے کیا ہے اور ترقیاتی بجٹ 6.125 بلین روپے اس سال رکھا ہے۔ میں اس میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ ہم نے یونیورسٹی کے لئے 50 ملین روپے کے فنڈز رکھے تھے وہ lapse ہو رہے تھے۔ ہم نے دوبارہ یونیورسٹیوں کو کہا ہے کہ 30۔ جون تک ان فنڈز کو استعمال کر لیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں بتانا چاہوں گا کہ حکومت پنجاب نے 14۔ اگست 2008 کو پنجاب میں Universal Primary Enrolment کے نام سے Primary Enrolment شروع کی۔ ہم نے target کیا کہ پانچ سال سے نو سال تک کے بچوں کو سکولوں میں لے کر آنا ہے۔ یہ حکومت کا فرض ہے کہ ہر بچے کو تعلیم مہیا کی جائے اور تعلیم کے زیور سے آراستہ اور پیراستہ کیا جائے۔ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے پنجاب میں 14۔ اگست کو Universal Primary Enrollment سکیم کا اجراء کیا۔ الحمدللہ اس وقت پنجاب میں 12 ملین بچے سکولوں میں پڑھ رہے ہیں۔ ان میں سے 8.5 ملین بچے پرائمری سطح پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ہم نے 14 اگست سے اب تک 10 لاکھ بچوں کی enrolment کی ہے جو کہ پنجاب کی بلکہ پاکستان کی تاریخ میں ایک ریکارڈ ہے۔ آج تک کسی حکومت نے اتنے کم عرصے میں اتنے بچوں کو پرائمری کی سطح پر enroll نہیں کیا۔ ہمارا یہ target ہے کہ ہم نے 2011 تک پنجاب میں ہر بچے کو پرائمری کی سطح پر enroll کرنا ہے۔ یہاں معزز رکن یہ فرما رہی تھیں کہ مفت کتابیں میسر نہیں تو میں ان کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ ہم نے بجٹ میں اس مد میں 2۔ ارب روپیہ رکھا ہے، جس سے پرائمری سے لے کر میٹرک تک بچوں کو مفت کتابیں فراہم کی جائیں گی۔ اس کا فیصلہ آئندہ چند دنوں میں فیصلہ ہو جائے گا۔ حکومت پنجاب یہ چاہ رہی ہے کہ پرائمری کی سطح تک ہم سٹیشنری بھی بچوں کو پہلی دفعہ مفت فراہم کریں جو آج تک پہلے کبھی فراہم نہیں کی گئی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ تعلیمی سال میں تبدیلی آنے کے باوجود ہم نے 75 ملین روپے کی معیاری کتابیں بچوں کو بروقت چھپوا کر ان تک پہنچائیں جو ان کو مفت دی گئیں۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت 10 منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہاں پر جنوبی پنجاب کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ جنوبی پنجاب کے پندرہ اضلاع جن میں شرح خواندگی کم ہے وہاں پر بچیوں کو وظائف کے طور پر ایک بلین روپے اس سال کے بجٹ میں رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ massive awareness campaign کے ذریعے ہم زیادہ سے زیادہ سکولوں میں enrolment بہتر بنا رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اس سال missing facilities پر کام نہیں ہوا۔ پچھلے پانچ سال تک ان کی حکومت رہی اور جس طرح ان کو اس پر کام کرنا چاہئے تھا اس طرح کام نہیں کیا گیا۔ میں یہاں پر یہ بتانا چاہوں گا کہ ہم نے دو ہزار سکولوں میں اس سال missing facilities کے لئے 4 بلین روپے بجٹ میں رکھے ہیں۔ ان missing facilities میں بجلی، پانی، چار دیواری، ٹائلٹس اور کلاس رومز کی مرمت شامل ہے۔ اس سال پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ چالیس ہزار ایجوکیٹر جو کہ purely on merit بھرتی کئے جا رہے ہیں جن کی بھرتی چند دنوں میں مکمل ہو جائے گی۔ ان کی بھرتی کے بعد ان کو ایک ماہ کی ٹریننگ دی جائے گی اور چھٹیوں کے بعد وہ اساتذہ سکولوں میں اپنے فرائض سرانجام دیں گے۔ یہاں پر یہ بھی کہا گیا ہے کہ چار ہزار دو سو چھیاسی سکولوں میں کمپیوٹر labs ابھی تک شروع نہیں ہوئیں۔ میں ان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ اگلے چھ ماہ میں وہ labs شروع ہو جائیں گی اور ہر labs کے لئے ایک BCS ٹیچر کو بھرتی کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر موجود اساتذہ کو بھی ٹریننگ دی جا رہی ہے تاکہ وہ بچوں کو کمپیوٹر کی ٹریننگ صحیح طریقے سے دے سکیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بھی کہوں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ایک بہت بڑا کام کیا ہے کہ جو پچھلی حکومتیں آٹھ سالوں میں نہیں کر سکیں۔ وہ اساتذہ کا دیرینہ مطالبہ تھا کہ اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ہمدردانہ غور کرتے ہوئے پچھلے ہفتے انھوں نے پرائمری سکول کے اساتذہ کا سکیل 7 سے بڑھا کر 9 کر دیا ہے اور ایلیمنٹری اساتذہ کا سکیل 9 سے 14 کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ میں ان کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ پچھلے 5 سال میں یہ جو کام نہیں کر سکے ہم نے اس ایک سال میں ایک لاکھ سے زیادہ اساتذہ کو اگلے سکیل میں ترقی دی ہے جو کہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہے۔

جناب سپیکر! انھوں نے یہاں یہ کہا کہ ٹیچر ٹریننگ نہیں ہوتی۔ میں ان کو بتانا چاہوں گا کہ ہماری حکومت quality of education کے لئے ٹیچرز ٹریننگ پر بہت زیادہ concentrate کر رہی ہے۔ اس سال ایک لاکھ اساتذہ کو ٹریننگ دی جا رہی ہے جس کے لئے ہم نے 1.5 بلین روپے بجٹ میں رکھے ہیں۔ اس طرح ڈیڑھ ارب روپے سے اساتذہ کی ٹریننگ ہو گی، اس کے علاوہ اساتذہ کو کارکردگی کی بنیاد پر incentives دیئے جائیں گے۔ یہ پہلی دفعہ ہماری حکومت نے شروع کیا ہے کہ ایک ارب روپیہ اساتذہ کو کارکردگی کی بنیاد پر انعامات کی صورت میں دیا جائے گا۔ اس سال بجٹ میں capacity building اور education managers کی ٹریننگ کے لئے 480 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ Punjab Examination Commission کے تحت 2.2 ملین پرائمری اور مڈل کے بائیس لاکھ بچوں اور بچیوں سے standardize امتحان لیا گیا جو پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا۔ ہم نے دو ہزار سے زائد سکولوں کو اس سال انگلش میڈیم میں convert کیا ہے جہاں پر بچوں کو انگریزی میں تعلیم دی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! EDOs, DOs, Deputy DOs اور ان کے مساوی افسران جو 18/19 سکیل کے ہیں ان کو پہلی دفعہ پنجاب کی تاریخ میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی سے advance management course کروایا جا رہا ہے۔ آج کل بھی ہمارے اساتذہ 11 ہفتے پر مشتمل کورس میں شامل ہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ جب وہ یہ کورس مکمل کر لیں گے تو بہتر طریقے سے اپنے محکموں کی اور سکولوں کی نگرانی کر سکیں گے اور نظم ونسق کو چلا سکیں گے۔

جناب والا! اکاون ہزار سکول کونسلز capacity buildings کے لئے سکولوں میں بنا دی گئی ہیں جن کے لئے 4.2 بلین روپے اس سال مختص کر دیئے گئے ہیں۔ ہم نے سکول کونسلز میں بچوں کے والدین اور معززین علاقہ کو شامل کیا ہے تاکہ سکولوں کی بہتر طور پر مانیٹرنگ اور valuation ہو سکے اس لئے ہم نے اس سال capacity building اور اساتذہ کی ٹریننگ کے لئے 4.2 billion روپے رکھے ہیں۔ اس کے علاوہ سکول کونسلز کی گرانٹ جس میں پرائمری سکول کو 20 ہزار اور مڈل/ایلیمنٹری سکول کو 50 ہزار روپے سالانہ دیئے جاتے ہیں اس لئے بجٹ میں اس مد میں بھی ڈیڑھ ارب روپیہ رکھا گیا ہے اور school heads کے اختیارات میں بھی اضافہ کیا گیا ہے تاکہ سکولوں کی

کارکردگی بہتر ہو سکے۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت جو پرائیویٹ سیکٹر میں low fee schools ہیں ان کے لئے ہم نے چار ارب روپیہ مختص کیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ تو already پڑھ چکے ہیں اس کے علاوہ بھی کوئی بات کر لیں۔ ایک ہی بات کو بار بار دہرائے جا رہے ہیں۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): آپ نے پہلے پرویز الٰہی نامہ پڑھ لیا تھا اب ہمیں پنجاب کے عوام کی بات کرنے دیجئے جو کچھ ہم کر رہے ہیں۔ (شیم شیم)

جناب سپیکر: تمام اراکین تشریف رکھیں۔ آپ کی cut motions کا وہ جواب دے رہے ہیں وہ سن لیں اس کے بعد آپ کو floor دیتے ہیں۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہاں پر سب سے زیادہ بات جنوبی پنجاب کے حوالے سے کی گئی تو ہم نے پرائیویٹ سیکٹر میں 80 فیصد rural areas کے سکول لئے ہیں جن کے لئے چار ارب روپے رکھے گئے ہیں لہذا یہ بجٹ پڑھ کر بات کیا کریں۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن سے ایک لاکھ پرائیویٹ سیکٹر کے اساتذہ کو اس سال ٹریننگ دی جائے گی۔ میں یہاں پر یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ ورلڈ بنک کی طرف سے پنجاب کی تعلیمی ترقی کو دیکھتے ہوئے پچھلی حکومت کو جو 100 ملین ڈالر سالانہ دیئے جاتے تھے لیکن گڈ گورننس نہ ہونے اور اس کو اچھے طریقے سے نہ چلانے کی وجہ سے ورلڈ بنک نے 2007 میں 100 ملین ڈالر کے فنڈ کو بند کر دیا تھا۔ اب انہوں نے ہماری حکومت کی بہترین کارکردگی کو دیکھتے ہوئے دوبارہ سے اس کو بحال کیا ہے اور 350 ملین ڈالر ہمارے اگلے تین سال کے لئے مختص کئے ہیں۔ اسی طرح DFID کے تحت 120 ملین ڈالر تعلیم کے لئے اس سال مہیا کئے جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پنجاب میں اس وقت تقریباً 63 ہزار سے زیادہ سکول ہیں اور پنجاب حکومت دن رات ان سکولوں کی حالت زار کو بہتر کرنے کے لئے کام کر رہی ہے۔ پنجاب میں اس وقت کالجوں کی تعداد 430 ہے اور ہم نے سال 08-2007 میں 50 نئے کالج شروع کئے تھے جن پر اس وقت کام ہو رہا ہے۔ 10-2009 کے لئے 60 نئے کالج بجٹ کے اندر رکھے گئے ہیں جس کے لئے 2۔ارب روپیہ مختص

کیا گیا ہے۔ جو جاری سکیمیں ہیں ان کے لئے 4۔ارب روپیہ مختص کیا گیا تھا۔ کالجوں میں missing facilities کے لئے 124 نئی سکیمیں اس وقت جاری و ساری ہیں۔ 367 کالجوں میں اس وقت accelerated programme کے تحت basic facilities فراہم کی جا رہی ہیں جس میں بسیں، ملٹی میڈیا، جنریٹرز اور کمپیوٹرز وغیرہ شامل ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ رولز کے مطابق دیکھ کر نہیں پڑھ سکتے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! وہ آپ کی باتوں کا ہی جواب دے رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! مجھے تھوڑا بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں! ہاؤس کا وقت پانچ منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سارے ہاؤس کو بجٹ پر مطالعہ کرنے کے لئے دو دن دیئے گئے تھے۔ مطالعہ کے لئے صرف ہمیں نہیں بلکہ ان کو بھی دو دن دیئے گئے تھے۔ دو دن میں اگر انہوں نے نہیں پڑھا تو اب یہ پڑھ کر ہمیں بتا رہے ہیں اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں زیر تعلیم نہیں وزیر تعلیم چاہئے، کم از کم اس سارے خرچے کے اندر ایک وزیر تعلیم ہی دے دیں۔ ہم نے سب کچھ پڑھا ہوا ہے اور ہم نے جو چند تجاویز دی ہیں ان کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔

جناب سپیکر: وہ آپ ہی کی بات کا جواب دے رہے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف میرے انتہائی محترم بھائی ہیں۔ جب یہ خود بات کر رہے تھے تو figures نہیں بلکہ سارا کچھ ہی پڑھ کر بتا رہے تھے تو اُس وقت ہم نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ میں کوئی کمپیوٹر تو نہیں ہوں کہ تمام figures ان کو زبانی بتا سکوں۔ میں یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ اس مد میں ہم نے ایک ارب 60 کروڑ روپیہ رکھا ہے۔

جناب سپیکر: صرف بات کرنے کی ہمت نہیں ہونی چاہئے، سننے کی بھی ہونی چاہئے۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ایک بڑا دیرینہ مطالبہ H.T.A کالج لیکچراروں کا تھا ان کی تنخواہوں میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے پچھلے ہفتے آٹھ سے دس ہزار روپے اضافہ کیا ہے جو ہماری بہت بڑی کامیابی ہے۔ ہم نے کنٹریکٹ لیکچرار جن کو کنٹریکٹ پر کام کرتے ہوئے پانچ سال ہو گئے تھے اور جن کو یہ لوگ permanent نہیں کر سکے ان کو ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے permanent کر دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شاباش۔ بہت اچھا۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں آخر میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے پنجاب میں Education Welfare Endowment Fund شروع کیا ہے جو پاکستان کی تاریخ میں ایک تاریخ ساز کام ہے، اس کے تحت پانچ ہزار طلباء کو ابھی وظائف دیئے گئے ہیں، جو talented students تھے ان کو کسی لائن میں نہیں لگنا پڑا بلکہ ان کو ان کے کالجوں میں ہی مہیا کئے گئے ہیں۔ اب اس بجٹ میں مزید 2۔ارب روپیہ Punjab Education Welfare Endowment Fund میں آیا ہے جس سے اب 4۔ارب روپے ہو گئے ہیں اور اکتوبر تک پنجاب میں ہم مزید پانچ ہزار talented students کو یہ وظائف فراہم کریں گے۔ ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف نے پنجاب کے اندر تحریری اور تقریری مقابلہ جات کروائے، بچوں کی حوصلہ افزائی کی اور ان میں 17 کروڑ روپے کے انعامات تقسیم کئے، یہ بھی پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے۔ میں اس کے ساتھ ہی اپنی بات کو wind up کرتے ہوئے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم نے ایک سال میں وہ کچھ achieve کیا ہے جو پچھلے پانچ سال میں یہ نہیں کر سکے اس لئے انہیں ان حقائق کو تسلیم کرنا چاہئے۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! figures یا تو وزیر موصوف نے misquote کئے ہیں یا پھر بجٹ میں misquote ہوئے ہوئے ہیں۔ یہاں پر لکھا ہے کہ دوران سروس اساتذہ کی ٹریننگ کے لئے

پچھلے سال کے بجٹ میں 1192 ملین روپے مختص کئے گئے تھے جن میں سے 692 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔ اب اس سال انہوں نے 1324 ملین روپے اس کے لئے رکھے ہیں۔ جب انہوں نے پچھلے سال کے 1192 ملین میں سے 692 خرچ کئے تھے تو اس وقت کیا یہ اساتذہ کو trained نہیں کر رہے تھے اور اب یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ٹیچرز ٹریننگ کے لئے زیادہ پیسے رکھ دیئے ہیں؟ جتنے بھی کالج جن کے لئے گرانٹ رکھی گئی ہے یہ تمام لاہور کے کالج ہیں۔ ہمارا رونا تو پھر وہیں کا وہیں ہے کہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور، پنجاب ایگزامینیشن کمیشن لاہور، سکول آف مینجمنٹ سائنسز، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور، لاہور کالج فار ویمن یونیورسٹی لاہور، یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور، گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لاہور، کوئین میری کالج لاہور، کنیئرڈ کالج فار ویمن لاہور، گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج فار ویمن چونا منڈی لاہور، کالج آف کمیونٹی میڈیسن لاہور کالج آف کمیونٹی میڈیسن لاہور، ڈی مونسیٹوری کالج آف ڈینٹسٹی لاہور، سکول آف الائیڈ ہیلتھ سائنسز لاہور، یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور، سکول آف نرسنگ میو ہسپتال لاہور، کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور، میو ہسپتال لاہور، لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور، لیڈی ایچیسن ہسپتال لاہور۔

جناب والا! یہ کیا ہے، یہ کہتے ہیں کہ ہم نے رکھ دیا ہے۔ ہمارا چوآ سیدن شاہ کا کیڈٹ کالج تو دانش صاحب کے حوالے کر دیا ہے۔ خدارا! ہمارے علاقے میں کیڈٹ کالج کی ضرورت ہے اس کو بننے دیں، دانش سکول بھی بنائیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم صاحب!

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن/تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں معزز رکن کو باقی figures بھی بتانا چاہوں گا کہ ہم نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کو 303.175 ملین روپے سات سکیموں کے لئے 09-2008 میں دیا۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ ایس ای کالج بہاولپور کے لئے 8.87 ملین روپے رکھا گیا۔ گورنمنٹ سیٹلائٹ ٹاؤن کالج بہاولپور کے لئے 56 ملین روپے، گورنمنٹ کالج برائے خواتین نواب صاحب کے لئے 2.55 ملین روپے ہے۔

جناب سپیکر: میں یہ کہتا ہوں کہ جو اچھا کام کرے اس کو شاباش دینی چاہئے۔ ہاؤس کا وقت پانچ منٹ کے لئے مزید بڑھایا جاتا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! پنجاب میں صرف بہاولپور اور لاہور ہی ہیں۔ یہ باقی شہروں کا مجھے بتا دیں کہ کتنا بجٹ رکھا ہے؟

جناب سپیکر: یہ بجٹ پنجاب کے لئے ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ مجھے سوال put کرنے دیں۔

اب سوال یہ ہے کہ

"21۔ارب، 26 کروڑ 71 لاکھ 74 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر PC-21015 تعلیم کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

ایک رقم جو 21۔ارب، 26 کروڑ 71 لاکھ 74 ہزار روپے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموع فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب اجلاس کل بروز جمعرات مورخہ 25۔جون 2009 بوقت صبح 10.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔